آسان خاصیاتِ ابواب

خاصیات ابواب پر نہایت مفید، آسان اور جامع متن جو فصول اکبری کا نعم البدل ہے

تالیف

مولانا سعد مشتاق الحصیری

استاذ دارالعلوم بدیوبند المساعد

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ۔ کراچی ۱

آسان
خاصیاتِ ابواب

خاصیات ابواب پر نہایت مفید، آسان اور
جامع متن جو فصول اکبری کا نعم البدل ہے

تالیف
مولانا سعد مشتاق الحصیری
استاذ دار العلوم بدیوبند المساعد

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

از

مفسرِ قرآن، فقیہ النفس، حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ
شارحِ حجۃ اللہ البالغہ، واستاذِ حدیث دار العلوم دیوبند

علم صَرف کا علومِ عربیہ میں اہم مقام ہے، وہ زبان کی کلید ہے، وہ ترکیب میں واقع ہونے سے پہلے کلمات کی ذات کا تعارف کراتا ہے، وہ ایک مادہ کو لے کر اس کو مختلف صورتوں میں ڈھالتا ہے اور اس میں مُتَنَوِّع معانی اور مختلف خاصیات پیدا کرتا ہے، اس فن کا خلاصہ تین ابواب ہیں: تصریفات، تعلیلات اور خاصیات، تصریفات (گردانیں) نسبۃً آسان ہیں، ان سے مشکل تعلیلات ہیں اور سب سے اہم اور مشکل خاصیاتِ ابواب ہیں، طلبہ بہت آسانی سے صحیح کی گردانیں یاد کر لیتے ہیں؛ مگر جب ہفت اقسام کی گردانوں اور ان کی تعلیلات کا نمبر آتا ہے تو ان کی ہمت جواب دینے لگتی ہے؛ لیکن کسی نہ کسی طرح وہ اس پُرخار وادی کو بھی پار کر لیتے ہیں؛ مگر جب آخری مرحلہ یعنی خاصیات ابواب کا نمبر آتا ہے تو وہ اس پر سے بس سرسری گذر جاتے ہیں؛ حالاں کہ عربی زبان میں اسی کی سب سے زیادہ اہمیت ہے اس میں مہارت کے بغیر نہ تو قرآن فہمی ممکن ہے نہ حدیثوں کو کما حقہ سمجھا جاسکتا ہے۔

علم صرف کی تمام اہم کتابوں میں خاصیات کا بیان کتاب کے آخر میں ضمنی طور پر آتا ہے اور نصاب میں سب سے آخر میں فصول اکبری کا خاصیات والا حصہ پڑھایا جاتا ہے؛ مگر وہ بہت مختصر ہے اور بہت سی خاصیات کی تو مثالیں تک نہیں دی گئیں ہیں؛ اسی لیے اساتذہ کو بھی سخت دشواری پیش آتی ہے؛ ضرورت تھی کہ خاصیات پر کوئی

آسان اور جامع رسالہ سامنے آتا جس سے خاصیاتِ ابواب کو قابو میں کرنا سہل ہوتا۔ بہت خوشی کی بات ہے کہ فاضلِ گرامی جناب مولانا سعد مشتاق حصیری صاحب سلمہٗ نے قلم اٹھایا اور صَرف کی تمام چھوٹی بڑی کتابوں کو کھنگال کر ایک جامع اور سہل رسالہ بنام "آسان خاصیات ابواب" تیار کیا، اس رسالہ میں ہر خاصیت کی جامع تعریف دی گئی ہے؛ پھر اس کی قسمیں مع امثلہ بیان کی گئی ہیں اور اسباق کے آخر میں مشق وتمرین کروائی ہے، جس سے ان شاء اللہ رسالہ کی افادیت بڑھ جائے گی۔

یہ کتاب بظاہر بڑی معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت میں طویل نہیں ہے اس میں درس کا مواد مناسب ہے، حاشیہ اساتذہ کی بصیرت کے لیے بڑھایا گیا ہے اور نسبۃً کم اہم خاصیات کو بھی حاشیہ میں لیا گیا ہے، اسی وجہ سے کتاب بہت مختصر اور جامع ہے؛ اگر اربابِ مدارس اس کو علمِ صَرف کے منتہی طلبہ کے لیے درس میں شامل کرلیں تو ان شاء اللہ بہت مفید ہوگا، اس رسالہ کو پڑھنے کے بعد وہ فصول اکبری وغیرہ کی خاصیات کو بہت آسانی سے سمجھ لیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو نافع بنائیں اور اس سے نونہالانِ ملت کو فیض پہنچائیں۔

والسلام

حررہٗ

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دار العلوم دیوبند

۱۴/ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

اِحساساتِ دل

ایشیا کی مرکزی درس گاہ دارالعلوم دیوبند کی داخلِ درس فن صَرف کی جملہ کتابیں:
(میزان، منشعب، پنج گنج، علم الصیغہ اور فصولِ اکبری) جب خاک سار سے متعلق کی گئیں، تو فن صَرف کی جدید و قدیم بہت سی کتابوں کے مطالعے کی سعادت حاصل ہوئی، دورانِ مطالعہ احساس ہوا کہ علم صَرف روزِ اول ہی سے ستم کش رہا ہے؛ خصوصاً فن صَرف کا کلیدی جز "خاصیاتِ ابواب" اپنی کس مپرسی اور مظلومیت پر ماتم کناں اور بیچارگی کا گِلہ کر رہا ہے۔

بہت کم لوگوں نے علم صَرف پر، بالخصوص اس کلیدی جز "خاصیاتِ ابواب" پر خامہ فرسائی کی ہے، بہت سے بہت ہوا تو ذیلی طور پر بیان کیا جاتا رہا؛ حالاں کہ خاصیات، فن صَرف کا نہایت اہم اور بنیادی جز ہے؛ اس کے بغیر قرآن و حدیث کے صحیح مفہوم تک رسائی ناممکن ہے۔

ابواب کی خاصیات قدرے مشکل بھی ہیں، دیگر یہ کہ اُن کی عربی، فارسی، یا اردو میں باضابطہ بہت زیادہ لائق ستائش خدمت نہ ہوسکی، ہوئی بھی تو پذیرائی نہ ہونے یا کسی نامعلوم وجہ سے کتابیں دستیاب نہیں ہیں؛ نیز ان کی اہمیت وافادیت نہیں سمجھی گئی، جس کی وجہ سے کچھ مدارس میں خاصیات کا جز پڑھایا ہی نہیں جاتا اور جہاں کہیں پڑھایا بھی جاتا ہے، تو صِرف فصول اکبری کی خاصیات کے چند صفحات اور بس۔ شاید خود فصول اکبری کے پیچیدہ مغلق، اور بچوں کی سطح سے بالاتر ہونے کی وجہ سے وہ اکثر مدارس سے دست انداز کردی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں خاصیات جیسا اہم اور بنیادی جز بے پناہ اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جس میں نہ اصطلاحی الفاظ کی تعریفات ہیں، نہ ہی تمام قسمیں اور مثالیں مذکور ہیں؛ اس لیے کتاب نہایت دشوار ہوگئی ہے؛ خاصیات کے تئیں پہلے سے عدم وابستگی واجنبیت مستزاد نقص ہے۔

انھیں وجوہات کے پیشِ نظر داعیہ پیدا ہوا کہ بچوں کے لیے خاصیاتِ ابواب پر جامع، مفید اور آسان رسالہ ترتیب دیا جائے؛ چناں چہ علم صَرف کی تقریباً بیسوں عربی،

فارسی کتابوں کو سامنے رکھ کر صرف اکتیس اسباق پر مشتمل یہ رسالہ زیرِ نگرانی حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند ترتیب دیا گیا ہے۔ آغاز کتاب میں تمام تر اصطلاحی الفاظ کی جامع اور سہل تعریفات دی گئی ہیں، جن کے یاد کر لینے کے بعد گویا آدھی کتاب یاد ہو جاتی ہے؛ نیز واضح لفظوں میں الگ الگ قسمیں اور ہر ایک کی مثالیں بھی دی گئی ہیں؛ مزید براں تمرینات کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرانے اور خاصیات کی شناخت کا ذوق پیدا کرنے کی بھی پوری کوشش کی گئی ہے، ضروری باتیں جو بچوں کے لیے کارآمد اور ان کی سطح کی ہیں متن میں، اور زائد مفید باتیں اہل ذوق حضرات کے لیے حاشیے میں لکھی گئی ہیں؛ تاکہ کتابچہ اپنے موضوع پر بہت سی مفید کارآمد باتوں کے ساتھ ساتھ جامع متن بھی ہو اور فصول اکبری کا بہترین حل بھی۔

ان تمام باتوں کا لحاظ وخیال اور بچوں کی ذہنی سطح کی رعایت حضرت مفتی صاحب کے حکم سے کی گئی ہے؛ اس لیے یہ رسالہ اگر اپنے موضوع پر مفید وسہل ہے یا کسی بھی طرح کی خوبی سے آراستہ و پیراستہ ہے تو اس کا سہرا حضرت مفتی صاحب کے سر بندھتا ہے اور کچھ کمی یا نقص رہ گیا ہے تو اس کا سزاوار بندہ ہے۔

خاصیات کے مشکل ہونے اور سابقہ لگاؤ نہ ہونے کی وجہ سے اس رسالے کے آخر میں ضمیمہ بڑھا دیا گیا ہے جس میں اکثر تمرینات کا حل دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس موضوع پر ایک جامع مختصر رسالہ "شرح خاصیات فصول اکبری" بھی ترتیب دیا گیا ہے جسے حضرات اساتذۂ دارالعلوم دیوبند نے پسند فرمایا ہے جو الگ سے مطبوعہ ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ یہ کاوش حضرات اساتذہ کرام دارالعلوم دیوبند مدظلہم کی وسیع اور عمیق نظروں سے گذارنے کے بعد شائقین کی خدمت میں پیش ہو رہی ہے۔

سعد مشتاق حصیری
خادم الطلبہ دارالعلوم دیوبند
۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

بسم اللہ والحمد للہ

مقدمہ

صَرف اور تصریف دونوں ہم معنی ہیں: بدلنا، الٹنا پلٹنا۔

اصطلاح میں: علم صَرف یا تصریف ایسے قواعد کے جاننے کا نام ہے، جن کے ذریعے الفاظ کی صحیح شکل، مفرد الفاظ کے ظاہری احوال (اعلال وادغام وغیرہ) اور ایک صیغے سے دوسرے صیغے میں تبدیلی کا طریقہ معلوم ہو۔

علم صَرف کا موضوع: گردانے جانے والے افعال واسمائے معربہ ہیں، ان پر آنے والے احوال، اعلال ادغام حذف وغیرہ کے اعتبار سے۔

غرض: ایسا ملکہ حاصل کرنا جس سے لفظ کی مکمل حقیقت اور اس کے ظاہری احوال کی شناخت ہو جائے۔

غایت: کلماتِ مفردہ اور صیغوں کو اچھی طرح سمجھنا اور صحیح پڑھنا۔

مدونِ صرف: مشہور قول کے مطابق ابو عثمان بکر بن محمد (۲۴۸ھ یا ۲۴۹ھ) ہیں۔ بعض نے معاذ بن مسلم الہرا (ولادت: ۳۷ھ، وفات: ۱۸۷ھ یا ۱۹۰ھ کا نام ذکر کیا ہے۔ فنِ صَرف پر سب سے پہلی کتاب تصنیف فرمانے والے حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے "المقصود" نامی کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

بسم اللہ والحمدللہ

پہلا سبق

اصطلاحی الفاظ

(۱) ابتداء: لغت میں: "شروع کرنا" اصطلاح میں: مزید فیہ کے کسی باب کا ایسے طور پر آنا کہ وہ ثلاثی مجرد میں آیا ہی نہ ہو، اگر آیا ہو تو اس مزید فیہ کے معنی میں نہ ہو، مثلاً: أَرْقَلَ (اس نے جلدی کی) "رَقَلَ" مجرد سے آتا ہی نہیں أَقْسَمَ (اس نے قسم کھائی) مجرد میں قَسَمَ (اس نے اندازہ لگایا) دوسرے معنی میں ہے۔

(۲) اتخاذ: لغت میں: "بنانا" اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ بنانا، یا ماخذ کو اختیار کرنا، یا فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، یا مفعول کو ماخذ میں پکڑنا۔

(الف) فاعل کا ماخذ بنانا، جیسے: اِجْتَحَرَ مَاجِدٌ ماخذ "جُحْرٌ" بمعنی سوراخ ہے (ماجد نے سوراخ بنایا)۔

(ب) فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، جیسے: اِحْتَرَزَ نَجِيْبٌ، ماخذ "حِرْزٌ" بمعنی پناہ ہے (نجیب نے پناہ لی)

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ بنا لینا، جیسے: اِغْتَذَىٰ سَمِيْرٌ الشَّاةَ، ماخذ "غِذَا" بمعنی خوراک ہے (سمیر نے بکری کو خوراک بنایا)۔

(د) فاعل کا مفعول کو ماخذ میں پکڑنا، جیسے: اِعْتَضَدَ نَدِيْمٌ الْكِتَابَ ماخذ "عُضُدٌ" بمعنی بازو، بغل ہے (ندیم نے کتاب بغل میں لی) [1]

---

[1] قلیل الاستعمال خاصیات اپنی جگہ پر آگے بھی آ رہی ہیں؛ اس لیے یہاں متن کے بجائے حاشیے میں لی گئی ہیں؛ تاکہ بچوں پر بار نہ ہو۔ اصابت: لغت میں: "پہنچنا" اصطلاح میں: کسی چیز کا فعل کے مادے و ماخذ تک پہنچنا، جیسے: جَلَدَه بِالسَّوْطِ۔ ماخذ "جِلْدٌ" بمعنی کھال ہے یعنی کوڑا کھال تک پہنچا (اس نے اس کو کوڑے سے مارا)۔

دوسرا سبق

(۳) اعطاء ماخذ: لغت میں: "ماخذ دینا" اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ وماخذ دینا، یا ماخذ سے متصف کرنے کے لیے ماخذ کا محل دینا، یا ماخذ کی اجازت دینا۔

(الف) فاعل کا مفعول کو نفسِ ماخذ دینا، جیسے: أَلْحَمْتُ حَمِيْدًا، ماخذ "لَحْمٌ" بمعنی گوشت ہے (میں نے حمید کو گوشت دیا یعنی گوشت کھلایا)۔

(ب) فاعل کا مفعول کو ماخذ کا محل، ماخذ سے متصف کرنے کے لیے دینا، جیسے: أَشْوَيْتُ مَاجِدًا (میں نے ماجد کو گوشت بھوننے کے لیے دیا) ماخذ "شِوَاءٌ" بمعنی بھوننا ہے۔ ماخذ کا محل گوشت ہے۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ کی اجازت دینا، جیسے: أَقْطَعْتُهُ قُضْبَانًا (میں نے اس کو شاخ کاٹنے کی اجازت دی) ماخذ "قَطْعٌ" بمعنی کاٹنا ہے[۱]

(۴) اقتضاب: لغت میں: "کاٹنا" اصطلاح میں: کسی لفظ کا ابتداءً اسی باب کے لیے وضع ہونا بایں طور کہ ثلاثی میں اس کی اصل یا مثلِ اصل نہ پائی جائے؛ بشرطے کہ کوئی حرف برائے الحاق نہ ہو، [۲] مثلاً: اِجْلَوَّذَ الفرسُ (گھوڑا تیز چلا) اِجْلَوَّذ، جَلَذ سے منقول نہیں۔

(۵) الباسِ ماخذ: لغت میں: ماخذ پہنانا۔ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ وماخذ پہنانا، مثلاً: جَلَّلْتُ الفرسَ، ماخذ "جُلٌّ" بمعنی جھول ہے (میں نے گھوڑے کو جھول پہنائی)۔

---

[۱] یہ تمام تر خاصیات حروف تہجی کے اعتبار سے ہیں حاشیے میں بھی اس کی رعایت کی گئی ہے۔ اظہار: لغت میں: ظاہر کرنا۔ اصطلاح میں: فاعل کا کسی کے سامنے ماخذ کو ظاہر کرنا، مثلاً: اِعْتَظَمَ، ماخذ "عَظْمَة" بمعنی بڑائی ہے (اس نے بڑائی ظاہر کی)۔ [۲] اور نہ ہی زائد معنی کے لیے ہو۔

تیسرا سبق

(۶) بلوغ: لغت میں: پہنچنا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذِ زمانی یا مکانی یا عددی میں پہنچنا، یا آنا۔

(الف) ماخذِ زمانی میں پہنچنا، جیسے: اَصْبَحَ حَامِدٌ ماخذ و مادہ "صُبْحٌ" بمعنی صبح ہے (حامد صبح کے وقت کو پہنچا یعنی اس پر صبح ہوئی)۔

(ب) ماخذِ مکانی میں پہنچنا، جیسے: اَنْجَدَ، ماخذ "نَجْد" ایک شہر کا نام ہے (وہ شہر نجد پہنچا)۔

(ج) ماخذِ عددی میں پہنچنا، جیسے: اَعْشَرَ الطلابُ، ماخذ "عَشْرٌ" بمعنی دس ہے (طلبہ کی تعداد دس کو پہنچی)۔

(۷) تداخل: لغت میں: ایک دوسرے میں داخل ہونا، اصطلاح میں: ایک ہی لفظ کا ماضی کسی باب سے اور مضارع کسی دوسرے باب سے مستعمل ہونا، جیسے: فَضِلَ یَفْضَلُ سَمِعَ سے ہے (صاحبِ فضل ہونا) اور فَضُلَ یَفْضُلُ کَرُمَ سے ہے، اب سَمِعَ کا ماضی اور کَرُمَ کا مضارع لے کر فَضِلَ یَفْضُلُ استعمال کرنا تداخل ہے۔

(۸) تجنب: لغت میں: بچنا، باز رہنا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ و مادہ سے پرہیز کرنا، جیسے: تَحَوَّبَ، ماخذ "حُوْبٌ" بمعنی گناہ ہے (اس نے گناہ سے پرہیز کیا)۔

(۹) تحول: لغت میں: پھرنا، اصطلاح میں: فاعل کا عینِ ماخذ یا مثلِ ماخذ ہو جانا۔

(الف) عینِ ماخذ، جیسے: تَنَصَّرَ ماجدٌ ماخذ "نصرانی" ہے (ماجد نصرانی ہوگیا)۔

(ب) مثلِ ماخذ: تَبَحَّرَ کریمٌ، ماخذ "بَحْرٌ" بمعنی سمندر ہے (کریم علم و سخاوت میں سمندر کی طرح ہوگیا)۔

(۱۰) تحویل: لغت میں: پھرنا، پھرانا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو اصل مادہ

وماخذ کی طرف پھیرنا، ۱؎ جیسے: نَصَّرتُ ماجدًا ماخذ "نصرانی" ہے (میں نے ماجد کو نصرانی بنادیا) ۲؎

(۱۱) تخلیط: لغت میں: ملانا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ وماخذ سے ملمع کرنا، لیپنا ۳؎ ذَهَّبتُ السیفَ ماخذ "ذَهَبٌ" بمعنی سونا ہے میں نے تلوار کو (سونے کا پانی چڑھا کر) سنہرا بنادیا۔

(۱۲) تخییر: لغت میں: انتخاب کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا اپنی ذات کے لیے معنی مصدری انجام دینا، مثلاً: اِکتَالَ نَبِیلٌ لَبَناً، ماخذ "کَیلٌ" بمعنی ناپ ہے (نبیل نے اپنے لیے دودھ تولا)۔

چوتھا سبق

(۱۳) تخییل: لغت میں: توہم کرنا کہ وہ ایسا ہے، اصطلاح میں: فاعل کا دوسرے کو اپنے آپ میں محض حصولِ ماخذ دکھلانا، جب کہ نہ تو ماخذ حقیقت میں موجود ہو اور نہ ہی مقصود ہو، مثلاً: تَمَارَضَ (اس نے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا) ماخذ "مَرَضٌ" بمعنی بیماری ہے۔

(۱۴) تخوف: لغت میں: "ڈرنا" اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ سے ڈرنا، جیسے: اَسِدَ سعیدٌ ماخذ "اَسَدٌ" بمعنی شیر ہے (سعید شیر سے گھبرایا)۔

(۱۵) تدریج: لغت میں: "ٹھہر ٹھہر کر کرنا" اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو رفتہ رفتہ باربار کرنا، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) ایک دفعہ اس کا حصول ممکن ہو، جیسے: تَجَرَّعَ (اس نے گھونٹ گھونٹ پیا) ۴؎ ایک دفعہ ممکن نہ ہو، جیسے: تَحَفَّظَ القُرآنَ، (اس نے تھوڑا تھوڑا قرآن یاد کیا)۔

۱؎ یا اس جیسا کر دینا۔ ۲؎ یعنی دینِ عیسوی کی تعلیم کے ذریعہ۔ ۳؎ ماخذ کا پانی چڑھانا۔ ۴؎ ایک ہی دفعہ بھی پیا جا سکتا ہے۔

(۱٦) تشارك: لغت میں: "باہم شریک ہونا" اصطلاح میں: دو یا دو سے زائد چیزوں سے کسی فعل کا اس طرح صادر ہونا کہ ہر ایک کا تعلق دوسرے سے ہو، یا دونوں کا تعلق کسی تیسری چیز سے ہو، جیسے: تَشَاتَمَ زیدٌ وماجدٌ (زید اور ماجد نے آپس میں گالی گلوچ کی) تَرَافَعَا شیئاً، (ان دونوں نے کسی تیسری چیز کو اٹھایا) [۱]

(۱۷) تصرف: لغت میں "کوشش کرنا" اصطلاح میں: فاعل کا معنی مصدری اور ماخذ کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا جیسے: اِکْتَسَبْتُ المالَ ماخذ۔ "کَسْب" بمعنی کمانا ہے (میں نے مال کوشش سے حاصل کیا)۔

(۱۸) تصییر: لغت میں: "لوٹانا، ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا" اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو معنی مصدری اور ماخذ سے متصف کر دینا یعنی معنی مصدری والا کر دینا، جیسے: اَخْرَجْتُ زیداً (میں نے زید کو نکالا) تو زید نکلنے والا ہو گیا ماخذ "خروج"، بمعنی نکلنا ہے۔

(۱۹) تعدیه: لغت میں: "تجاوز کرنا" اصطلاح میں: ثلاثی مجرد میں کسی حرف کا اضافہ کر کے فاعل پر پورا ہو جانے والے لازم کو مفعول کا محتاج بنا دینا یا متعدی کو مزید مفعول کا محتاج بنا دینا، جیسے: خَرَجَ زیدٌ (زید نکلا) اَخْرَجَ زیداً (اس نے زید کو نکالا)۔

پانچواں سبق

(۲۰) تعریض: لغت میں: "پیش کرنا" اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو ایسی جگہ لے جانا، جہاں اس پر معنی مصدری (ماخذ) واقع ہوتا ہو، خواہ واقع ہو یا نہ ہو، جیسے: اَبَعْتُ الفَرَسَ معنی مصدری و ماخذ "بَیْعٌ"، بمعنی بیچنا ہے (میں گھوڑے کو بیچنے کی جگہ یعنی

---

[۱] تشبہ بماخذ: لغت میں: ماخذ کے مشابہ ہونا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ و مادہ کے مانند ہونا، جیسے: اَسِدَ حُمَیْدٌ (حمید اخلاق و عادات میں شیر کے مانند ہوا) ماخذ "اَسَد" بمعنی شیر ہے۔

منڈی لے گیا)۔

(۲۱) تَعَمُّل: لغت میں: "کام میں لانا" اصطلاح میں: فاعل کا مادہ وماخذ کو اس کام میں لانا جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے، جیسے: تَدَهَّنَ (اس نے بدن پر تیل ملا) ماخذ "دُهْنٌ" بمعنی تیل ہے۔[1]

(۲۲) تکلُّف: لغت میں: "دکھلاوے کے طور پر کرنا، بناوٹ" اصطلاح میں: فاعل کا خود کو ماخذ و مادہ کی طرف منسوب ہونے کو ظاہر کرنا، یا کوشش سے ماخذ کا حصول اپنے اندر دکھانا۔

(الف) تَكَوَّفَ (خود کو کوفی بتایا، یا کوفیوں جیسی شکل وصورت بنائی) ماخذ "كُوفَة" ہے۔

(ب) کوشش سے ماخذ کا حصول دکھلانا، جیسے: تَصَبَّرَ (اس نے بتکلف صبر کیا) ماخذ "صَبْر" ہے۔

(۲۳) حِسْبَان: لغت میں "گمان کرنا" اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو ماخذ ومادہ سے متصف گمان کرنا، یا اعتقاد رکھنا، جیسے: اِسْتَحْسَنْتُهُ، ماخذ "حُسن" بمعنی اچھا ہے (میں نے اس کو اچھا خیال کیا)۔

(۲۴) حینونت: لغت میں: "وقت ہونا" اصطلاح میں: فاعل کا ایسے وقت میں داخل ہونا جو مستحق ولائق ہو کہ فعل اس میں واقع ہو (یا فاعل پر ماخذ کا وقت آجانا) مثلاً: اَحْصَدَ الزَّرْعُ، ماخذ "حَصَاد" بمعنی کھیتی کاٹنے کا وقت ہے (کھیتی کاٹنے کے وقت کو پہنچ گئی)۔[2]

(۲۵) سلب: لغت میں: "دور کرنا" اصطلاح میں: فاعل کا اپنے یا مفعول سے اصل معنی مصدری (ماخذ) کو زائل کرنا[3] جیسے: شَكِيَ وَاَشْكَيْتُهُ، ماخذ "شِكَايَة"

---

[1] تقبّل: لغت میں: "قبول کرنا" اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ قبول کرنا، جیسے: شَفَّعْتُ زَيداً ماخذ "شَفَاعَة" بمعنی سفارش ہے (میں نے زید کی سفارش قبول کی)۔ [2] یا کھیتی پر کاٹنے کا وقت آگیا۔ [3] یعنی فعل مجرد کے فاعل سے معنی حدثی کو زائل کرنا۔

ہے (اس نے شکایت کی تو میں نے اس کی شکایت دور کی اور رضامند کر لیا)۔

(۲۶) صیرورت: لغت میں: "ہونا" ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا" اصطلاح میں: فاعل کا مادہ وماخذ والا ہونا، یا مادہ وماخذ سے متصف چیز والا ہونا، یا ماخذ میں کسی چیز والا ہونا۔

(الف) فاعل کا اصل مادہ والا ہونا، جیسے: اَلْبَنَتِ النَّاقَۃُ، مادہ وماخذ " لَبَن" بمعنی دودھ ہے (اونٹنی دودھ والی ہوگئی) ۔[۱]

(ب) فاعل کا مادہ وماخذ سے متصف چیز والا ہونا، مثلاً: اَجْرَبَ الرَّجُلُ مادہ "جَرَبٌ" بمعنی خارش ہے یعنی (مرد خارش سے متصف اونٹ والا ہوا)۔

(ج) فاعل کا ماخذ میں کسی چیز والا ہونا، جیسے: اَخْرَفَتِ الشَّاۃُ، ماخذ "خریف" بمعنی موسم ہے (بکری موسم خریف میں بچے والی ہوئی)۔

چھٹا سبق

(۲۷) طلب: لغت میں: "مانگنا" اصطلاح میں: فاعل کا مفعول سے ماخذ مادہ فعل مانگنا، خواہ حقیقتاً ہو یا مجازاً یعنی بظاہر۔

(الف) اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰہَ، ماخذ "مَغْفِرَۃٌ" ہے (میں نے اللہ سے مغفرت چاہی)۔

(ب) اِسْتَطْعَمْتُہٗ، ماخذ "طَعَام" ہے (میں نے اس سے کھانا طلب کیا)۔

اِسْتَخْرَجْتُ الْبِتْرُوْلَ من الارض (میں نے زمین سے پٹرول نکالا) ۔[۲]

(۲۸) علاج: اصطلاح میں فعل میں جوارح واعضاءِ ظاہری کا اثر پایا جانا، جیسے: اِنْکَسَرَ الْاِنَاءُ (برتن ٹوٹ گیا) ۔[۳]

---

[۱] یعنی اس کی پستان میں دودھ بہت زیادہ ہوا۔ [۲] یعنی زمین سے پٹرول نکالنے کو طلب کیا، یہاں حقیقتاً نہیں بلکہ مجازاً ہے۔ [۳] توڑنے سے برتن ٹوٹتا ہے گویا اس میں اعضا کا اثر توڑنا پایا گیا۔

(۲۹) قصر: لغت میں: چھوٹا کرنا، اصطلاح میں: مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا؛ تاکہ بات نقل کرنے میں اختصار ہو جائے، جیسے: قرأ لا الٰہَ الاّ اللّٰہ سے "ھَلَّلَ" فعل مشتق کر لیا گیا (اس نے لَا اِلٰہَ اِلاّ اللّٰہ پڑھا) [1]

(۳۰) قُوّت: لغت میں: "طاقت ور ہونا" اصطلاح میں: فاعل میں ماخذ و معنی مصدری کا قوی و طاقت ور ہونا، جیسے: اُستُھْتِرَ، ماخذ "ھَتْر" بمعنی بڑھاپا ہے (اس کا بڑھاپا بہت زیادہ ہو گیا)۔

(۳۱) لُبسِ ماخذ: فاعل کا مادہ و ماخذ پہننا، مثلاً: تَخَتَّمَ، ماخذ "خَاتَم" ہے بمعنی "انگوٹھی" (اس نے انگوٹھی پہنی)۔

(۳۲) لزوم والتزام: لازم ہونا، تعدیہ کے برعکس ثلاثی متعدی کو لازم کر دینا جیسے: حَمِدَ اللّٰہ (اس نے اللہ کی تعریف کی) مجرد میں متعدی ہے، اور اَحْمَدَ، وہ قابلِ تعریف ہوا (باب افعال میں لازم ہے)۔

(۳۳) لِیاقت: لغت میں: لائق و مستحق ہونا" اصطلاح میں: فاعل کا معنی مصدری کے لائق و مستحق ہونا، مثلاً: اَلَامَ الفَرعُ ماخذ "لَوْم" بمعنی ملامت ہے، (سردار ملامت کے قابل ہوا)۔

ساتواں سبق

(۳۴) مُبالغہ: کسی چیز میں زیادتی کرنا، اصطلاح میں: فاعل میں اصل مادہ و ماخذ کا زیادہ ہونا، خواہ مقدار میں ہو یا کیفیت میں۔

(الف) مُبالغہ فی الکم (مقدار کی زیادتی)، جیسے: اَثْمَرَ النخلُ، ماخذ

---

[1] کثرت ماخذ: لغت میں: ماخذ کا بہت زیادہ ہونا، اصطلاح میں: فاعل میں ماخذ و مادہ کا بکثرت پایا جانا، جیسے: کَلَأَتِ الأَرْضُ، ماخذ "کَلَأ" بمعنی گھاس ہے (زمین سبزہ زار ہوئی)۔ قطع ماخذ: "ماخذ کاٹنا" فاعل کا ماخذ کے ٹکڑے کرنا۔

"تَمر" بمعنی کھجور ہے (درخت خرما میں بہت زیادہ کھجور آئے)۔

(ب) مبالغہ في الكيف: (کیفیت کی زیادتی) اَسْفَرَ الصُّبحُ، ماخذ "سَفر" بمعنی روشن ہے (صبح بہت زیادہ روشن ہوگئی)۔

(۳۵) مُشَارَکَت: لغت میں: باہم شریک ہونا، اصطلاح میں: فاعل اور مفعول کا کسی کام کو مل کر اس طرح انجام دینا کہ ان میں سے ہر ایک معنیً فاعل بھی ہو اور مفعول بھی؛ اگرچہ لفظاً ایک فاعل دوسرا مفعول ہو، جیسے: قَاتَلَ ساجدٌ سَمِیراً (ساجد اور سمیر نے باہم قتال کیا)۔

(۳۶) مُطَاوَعَت: لغت میں: انقیاد، بات ماننا، اثر قبول کرنا، اصطلاح میں: فعل متعدی کے بعد کسی فعل کو ذکر کرنا، خواہ لازم ہو یا متعدی جو بتائے کہ فعلِ اول کے مفعول بہ نے اپنے فاعل کا اثر قبول کرلیا ہے یا نہیں، جیسے: کَسَرْتُ الإِناءَ فانکسَرَ (میں نے برتن توڑا تو برتن ٹوٹ گیا)۔

(۳۷) مُغَالبہ: باب مفاعلت کا مصدر ہے۔ لغت میں: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا، اصطلاح میں: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے والے دو فریقوں میں سے کسی ایک کے غلبہ کو ظاہر کرنے کے لیے باب مفاعلت کے کسی صیغے کے بعد نَصَرَ، یا ضَرَبَ کے کسی فعل کو ذکر کرنا، جیسے: ضَارَبَنِيْ رشِیدٌ فَضَرَبْتُه (رشید نے مجھ سے مار پیٹ کی تو میں مار پیٹ میں اس پر غالب آگیا)۔

(۳۸) موافقت: لغت میں: ایک دوسرے کے مطابق اور موافق ہونا، اصطلاح میں: کسی باب کا کبھی دوسرے باب کے کسی معنی میں متفق ہونا یعنی اس کے ہم معنی ہونا، جیسے: دَجَی اللیلُ واَدْجَی اللیلُ (رات تاریک ہوگئی) دونوں کے ایک معنی ہیں۔

---

[1] منع ماخذ: فاعل کا ماخذ سے روکنا جیسے: حَظَلَ (اس نے حرکت و تصرف سے روکا)۔ مُوَالات: پے در پے کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مسلسل اور لگاتار کرنا، مثلاً: وَاصَلْتُ الْجُهدَ (میں نے لگاتار محنت کی)۔

(۳۹) نِسبت بماخذ: لغت میں: ماخذ کی طرف منسوب کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کی طرف ماخذ معنی مصدری منسوب کرنا، مثلاً: فَسَّقْتُه، ماخذ "فِسقٌ" ہے (میں نے اس کو فاسق کہا)۔

(۴۰) وجدان: لغت میں پانا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو معنی مصدری کے ساتھ بحیثیت فاعل یا مفعول متصف پانا۔

(الف) اَبْخَلْتُه (میں نے اس کو بخل کے ساتھ متصف یعنی بخیل پایا)۔

(ب) اَحْمَدتُه (میں نے اس کو حَمْد کے ساتھ متصف یعنی محمود پایا)۔

(۴۱) مَاخَذ: نکلنے کی جگہ، جن سے فعل نکلتے ہیں خواہ مصدر ہو، یا اسم جامد، جیسے: کَتَبَ کا لفظ نکلا ہے "کِتَابَةٌ" سے جو مصدر ہے، اور اَثْمَرَ نکلا ہے، ثَمَرٌ سے جو اسم جامد ہے۔

کبھی صرف مادہ کے حروف ہی ماخذ ہوتے ہیں اور کبھی زائد حروف مل کر ماخذ ہوتے ہیں، جیسے: اَعْرَقَ بنا ہے "عِرَاق" سے۔

اسی ماخذ کے معنیٰ ومفہوم کو معنیٰ ماخذ ومدلول ماخذ بھی کہا جاتا ہے، جیسے: کَتَبَ کا ماخذ کِتَابة (لکھنا) ہے اور اَثْمَرَ کا ماخذ "ثَمَرٌ" (پھل) ہے لکھنے اور پھل کو مدلولِ ماخذ ومعنیٰ ماخذ بھی کہا جاتا ہے۔

تمرین

(۱) اعطاء ماخذ کی تعریف مع قسمیں بتائیے! (۲) اقتضاب کی تعریف کیجیے!

(۳) بلوغ کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۴) اتخاذ کی چاروں قسموں کو بیان کیجیے!

(۵) جَلَّلتُ الفرسَ میں کونسی خاصیت ہے؟ (۶) تشارک کا مفہوم بیان کیجیے!

(۷) تعدیہ کی الگ سے کوئی مثال دیجیے! (۸) تحول کی تعریف مع مثال لکھیے!

(۷) تعدیہ کی الگ سے کوئی مثال دیجیے! (۸) تحول کی تعریف مع مثال لکھیے!
(۹) تداخل کسے کہتے ہیں؟ (۱۰) طلب کی کوئی مثال نقل کیجیے!
(۱۱) صیرورت کا مفہوم کیا ہے؟ (۱۲) مطاوعت کی تعریف مع مثال بیان کیجیے!
(۱۳) مشارکت کسے کہتے ہیں؟ (۱۴) مبالغہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

خاصِیّات ابواب

آٹھواں سبق

خَاصِیَّات جمع ہے خاصیت کی [۱] لغت میں: خاص ہونے والا ہونا، صرفیوں کی اصطلاح میں: لفظ کے اصل لغوی معنی سے وہ زائد خاص معنی جو اس لفظ کے کسی خاص باب سے ہونے کی وجہ سے اس لفظ میں پیدا ہوئے ہوں، مثلاً: خَرَجَ، خود نکلا، اَخْرَجَ نکالا، نکالنے میں اصل معنی لغوی "نکلنا" بھی موجود ہے؛ البتہ ایک زائد مفہوم یعنی ایک کا دوسرے کو نکالنا بھی پایا جا رہا ہے، جو اصل معنی کے علاوہ ایک زائد معنی ہے، جو اس لفظ کے باب اِفعال سے آنے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں، اسی کو "تعدیہ" کہتے ہیں، اور یہی باب کی خاصیت کہلاتی ہے۔

شروع کے تین ابواب: نَصَرَ، ضَرَبَ، سَمِعَ، کثیر الاستعمال ہونے کی وجہ سے اُمُّ الابواب [۲] کہلاتے ہیں، [۳] ..... ☆

---

[۱] خَصَّ یَخُصُّ سے اسم فاعل "خاصّ" کے آخر میں "یائے مشدد" اور "تا" معنی مصدری پیدا کرنے کے لیے لائی گئی ہے، خاصِیّت اصل میں: خاصِصِیَّۃ بروزن "فاعِلِیَّۃ" ہے اسم فاعل یا اسم مفعول کے معنی میں ہے، خاص ہونے والی چیز ہونا، یا خاص کی ہوئی چیز ہونا۔ [۲] ابواب کی اصل وبنیاد، فائدہ: یہاں نحو یا منطق کا خاصہ مراد نہیں؛ کیوں کہ نحویوں اور منطقیوں کے نزدیک خاصہ کہتے ہیں: جو کسی شی میں پایا جائے اس کے علاوہ میں نہ پایا جائے؛ اگرچہ وہ شی کبھی اس کے بغیر ہو (کتاب التعریفات بتغیر، ص: ۹۱) مگر صرفیوں کے یہاں ایسی بات نہیں بلکہ بسا اوقات ایک باب کی خاصیت دوسرے باب میں بھی پائی جاتی ہے مثلاً: تعدیہ باب افعال کی بھی خاصیت ہے اور تفعیل کی بھی۔

خاصیّت باب "نَصَرَ"

نَصَرَ کی مشہور خاصیتیں تین ہیں، ان میں سب سے اہم خاصیت مُغَالبہ ہے۔

(۱) مُغَالبہ: لغت میں: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا، اصطلاح میں: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے والے دو فریقوں میں سے کسی ایک کے غلبہ کو ظاہر کرنے کے لیے باب مُفَاعَلت کے کسی صیغے کے بعد نَصَرَ یا ضَرَبَ کے کسی فعل کو ذکر کرنا[1]۔

☆......[2] ان تینوں ابواب کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے ماضی ومضارع میں عین کلمے کی حرکت مختلف ہوتی ہے، جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ، ضَرَبَ یَضْرِبُ سَمِعَ یَسْمَعُ، برخلاف تینوں ابواب فَتَحَ یَفْتَحُ، کَرُمَ یَکْرُمُ، حَسِبَ یَحْسِبُ کے، ان میں ماضی ومضارع کے عین کلمے کی حرکت یکساں ہے؛ چوں کہ ان ابواب کے معنی میں فرق ہوتا ہے؛ اس لیے لفظوں میں بھی اختلاف ہو تو یہ مناسب ہے، تاکہ لفظ ومعنی میں یکسانیت اور موافقت پیدا ہو جائے، اور یہ باتیں صرف نَصَرَ، ضَرَبَ سَمِعَ، میں ہی پائی جاتی ہیں؛ حاصل یہ کہ ان تینوں ابواب کو "ام الابواب" کثرتِ استعمال اور کسی خاص معنی ومفہوم کے ساتھ مقید نہ ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے برخلاف دیگر ابواب کے، جیسے فَتَحَ، کَرُمَ، حَسِبَ، کسی نہ کسی قید کے ساتھ مقید ہیں (نوادر:۸۳) فائدہ: ان تینوں ابواب کی خاصیتیں بہت زیادہ ہیں، دیگر یہ کہ یہ ابواب اکثر خاصیتوں میں باہم یکساں ہیں، یعنی جو نصر کی خاصیتیں ہیں ضرب اور سمع کی بھی قریب قریب وہی خاصیتیں ہیں، اسی باہم یکساں ہونے اور خاصیات کی کثرت کی وجہ سے ان ابواب کی خاصیتیں نہیں بیان کی جاتی ہیں۔

[1] تطبیق: معنی مصدری میں شریک دو فریق (فاعل ومفعول) میں سے جس کے غلبے کو ظاہر کرنا مقصود ہو، باب مفاعلت کے بعد اسی مادے سے کوئی فعل نَصَرَ یا ضَرَبَ سے ذکر کیا جاتا ہے اگرچہ وہ دوسرے باب سے آتا ہو، اور فریقِ غالب کو دوسرے فعل کا فاعل اور فریقِ مغلوب کو مفعول بنایا جاتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ مغالبہ صرف فعل متعدی سے آتا ہے (نوادر، ص:۸۵) جیسے: ضَارَبَنِي راشدٌ فضَرَبْتُه (راشد نے مجھ سے مار پیٹ کی تو میں مار پیٹ میں اس پر غالب آ گیا) اس میں دیکھیے متکلم اپنے غلبے کا اظہار چاہتا ہے؛ اس لیے ضَارَبَ ہی کے مادے سے دوسرا فعل ثلاثی مجرد سے ذکر کیا گیا، اور متکلم دوسرے فعل کا فاعل اور فریقِ مغلوب راشد مفعول ہے۔ تنبیہ: مغالبہ: صرف واحد متکلم ہی کے صیغے سے نہیں ہوتا؛ بلکہ دیگر صیغوں سے بھی ہو سکتا ہے، اور صرف پہلے فعل کے مفعول کا غلبہ ہی ظاہر نہیں کیا جاتا (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

مغالبہ: کے لیے کوئی بھی فعل باب نَصَرَ سے اس وقت آئے گا؛ جب کہ وہ مثال واوی ویائی، اوراجوف یائی وناقص یائی نہ ہو[1] بلکہ صحیح، مہموز، اجوف وناقص واوی، اورمضاعف ہو تب نَصَرَ سے آئے گا خواہ وضعی طور پر کسی بھی باب سے ہو، جیسے: خَاصَمَنِيْ نَبِيْلٌ فَخَصَمْتُه (نبیل نے مجھ سے جھگڑا کیا تومیں اس پر جھگڑے میں غالب رہا) يُخَاصِمُنِيْ سميرٌ فأ خْصُمُهٗ (سمیر مجھ سے جھگڑتا ہے تومیں اس پر جھگڑے میں غالب آجاتا ہوں) خَصَمَ باب ضَرَبَ سے ہے؛ لیکن مغالبے میں اَخْصُمُه باب نَصَرَ سے لایا گیا ہے۔

(۲) تصییر: فاعل کا مفعول کو معنیٰ مصدری وماخذ سے متصف کرنا، جیسے: ثَلَّثَ المالَ (اس نے مال کے تین حصے کیے) ماخذ "ثُلُث" بمعنی تہائی ہے[2]۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) بلکہ پہلے فعل کے فاعل کو دوسرے فعل کا فاعل بنا کر اس کا بھی غلبہ ظاہر کیا جاسکتا ہے، جیسے: يُؤَانِسُ نَجِيْبٌ سَلِيْماً فيأنُسُ سَلِيْمٌ بنجيبٍ (نجیب اور سلیم آپس میں محبت کرتے ہیں تو سلیم نجیب پر محبت میں سبقت لے جاتا ہے) اسی طرح: قاوَمْتُ ساجداً فَقُمْتُه واَقُوْمُه (میں نے ساجد سے کمان کے عمدہ ہونے میں مقابلہ کیا تو میں غالب رہا)۔

[1] کیوں کہ اگر مثال وغیرہ ہے تو باب ضَرَبَ سے آئے گا، جیسا کہ آگے صفحہ ۲۲ پر آرہا ہے، اس لیے کہ ان سب سے باب نصر نہیں آتا، الا ایک دو لفظ کے۔ فائدہ: مغالبہ قیاسی طور پر جن افعال سے چاہیں بنالیں ایسا نہیں ہے بلکہ مسموع یعنی عرب سے سننے پر موقوف ہے، امام سیبویہ فرماتے ہیں: ليس في كل شئ يكون هذا الاترى: انّك لاتقول: نَازَعَني فَنَزَعْتُه وانْزَعُه بل نقول: هذا الباب مسموع (رضی، ص: ۳۰، نوادر، ص: ۸۵) مغالبہ کے لیے باب نصر کے خاص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غلبہ کے اکثر افعال زیادہ تر نَصَرَ سے آتے ہیں، جیسے: كَبَرَ (بڑا ہوا) كَثَرَ (کثرت میں غالب آیا) قَمَرَ (جوئے میں غالب آیا) (نوادر، ص: ۸۵، رضی: ۲۹) [2] مَرَقَ القِدْرَ (شوربا زیادہ کیا)۔ نَصَرَ کی چند دیگر خاصیتیں: (۱) توقیت، جیسے: غدا (بوقت صبح گیا)۔ (۲) اتخاذ: فاعل کا مادہ وماخذ بنانا، جیسے: جَدَرَ يَجْدُرُ (اس نے دیوار بنائی) ماخذ "جِدَار" بمعنی (دیوار) ہے۔ حاض: اس نے حوض بنایا، حَضَنَتِ المَرأةُ الولدَ (عورت نے بچے کو بغل میں لیا)۔ (۳) تعمُّل: فاعل کا ماخذ ومادہ کو کام میں لانا، جیسے: عَصَا يَعْصُوْ (اس نے لاٹھی سے مارا) ماخذ "عَصَا" بمعنی "لاٹھی" ہے۔ (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

(۳) بلوغ : فاعل کا ماخذِ زمانی یا مکانی میں پہنچنا، مثلاً: عَرَضَ يَعْرُضُ (مکہ یا مدینہ یا اس کے اطراف میں پہنچا) [۱]

تمرین

(۱) خاصیت کی تعریف کیجیے ! (۲) ام الابواب کون کون سے ہیں اور کیوں ؟

(۳) نصر کی سب سے مشہور خاصیت کیا ہے؟ (۴) نَصَرَ سے مغالبہ کے آنے کی کیا شرطیں ہیں؟ (۵) نَصَرَ کی کم از کم دو خاصیتیں بیان کیجیے ! (۶) مغالبہ اور تصییر کی تعریف مع مثال بیان کیجیے! (۷) يضارب سعيدٌ كريماً فيضرب سعيداً پر اعراب لگائیے اور بتائیے کہ نصف ماجدٌ ماجداً آدھے تک پہنچا، میں کونسی خاصیت ہے؟

(بقیہ صفحہ گذشتہ) قُلَةٌ : گلی ڈنڈا، قَلا يَقْلو قُلةً (گلی ڈنڈا کھیلنا)۔ (۴) اصابت: کسی چیز کا فعل کے مادے و ماخذ تک پہنچنا، جیسے : جَلَدَهٗ يَجْلُدُ بالسوط (اس نے کوڑے سے اس کو مارا) ماخذ "جِلْد" ہے بمعنی کھال یعنی کوڑا کھال تک پہنچا۔

(۵) منع ماخذ : فاعل کا کسی کو ماخذ سے باز رکھنا، جیسے: حَظَلَ يَحْظُلُ اس نے حرکت و تصرف سے روکا ماخذ و مادہ "حَظَلٌ" ہے۔

(۶) تخليط: فاعل کا مفعول سے کسی چیز کا ملانا، مثلاً: مَشَجَ يَمْشُجُ، مَزَجَ يَمْزُجُ (اس نے ملایا)۔

(۷) ستر: فاعل کا مفعول کو ڈھانکنا، جیسے: حَجَبَ، اس نے چھپایا۔

(۸) جمع : یعنی باب نصر سے ایسے افعال بکثرت آتے ہیں جن میں جمع اور اکٹھا کرنے کا مفہوم ہو، جیسے: حَشَرَ يَحْشُرُ اس نے جمع کیا۔ (۹) اخذِ ماخذ: کسی چیز سے ماخذ لینا، جیسے: ثَلَثَ المال يَثْلُثُ اس نے مال کا تہائی حصہ لیا۔ گویا ثلث میں خاصیت تصییر بھی ہے اور اخذ ماخذ بھی اس باب کی یہ بھی خاصیتیں ہیں۔

(۱۰) دفع ماخذ، جیسے: بَزَقَ اس نے تھوکا۔

(۱۱) صیرورت : فاعل کا مادہ و ماخذ والا ہونا، جیسے: بَابَ يَبُوبُ، دربان ہوا، ماخذ "بَابٌ و بُوبٌ" بمعنی دروازہ ہے۔ (۱۲) سَلْب : معنی مصدری کو زائل کرنا، جیسے: قَشَرَ يَقْشُرُ اس نے کھال اتاری، ماخذ "قِشْرٌ" بمعنی چھلکا و کھال ہے۔ [۱] نَصَفَ المسافة يَنصُفُ (وہ آدھی مسافت تک پہنچا)۔

نواں سبق

خاصیت باب ضَرَبَ

باب ضَرَبَ یَضرِبُ کی مشہور[1] خاصیتیں تین ہیں، ان میں سب سے اہم مغالبہ ہے۔

(۱) مُغالبہ: کوئی بھی فعل جب کہ وہ مثال واوی، یا مثال یائی، یا اجوف یائی یا ناقص یائی ہو تو مُغالبہ کی صورت میں ضَرَبَ یَضرِبُ سے لاتے ہیں اگرچہ وہ کسی اور باب سے ہو، مثلاً: وَاخَمَنِي رشيدٌ فَوَخَمْتُهُ[2] (رشید نے مجھ سے بدہضمی میں مقابلہ کیا تو میں غالب آگیا)۔

يُوَاهِبُنِي فَاَهِبُه[3] (وہ مجھ سے لینے دینے میں مقابلہ کرتا ہے تو میں سبقت لے جاتا ہوں) اَهِبُه، واحد متکلم فعل مضارع فتح سے ہونے کے باوجود ضَرَبَ سے لایا گیا ہے[4]۔

(۲) سلب: فاعل کا مفعول سے معنی مصدری زائل کرنا، جیسے: قَشَرَ يَقْشِرُ اس نے کھال اتاری، خَفَى يَخْفِي (اس نے پوشیدگی دور کی)۔

---

[1] نصر کی طرح اس باب کی بھی بہت سی خاصیتیں ہیں جن کا احاطہ دشوار ہے، یہاں صرف مشہور خاصیتیں بیان کی جارہی ہیں۔ [2] مثال واوی، فعل ماضی کی مثال ہے۔ [3] مثال واوی فعل مضارع کی مثال ہے۔
[4] يَاسَرَنِي فَاَيْسِرُه (وہ مجھ سے بازی کرتا ہے تو میں جیت جاتا ہوں) مثال یائی فعل مضارع کی مثال: بَايَعَ كَرِيمٌ اَنِيسًا فَيَبِيعُه (کریم انیس سے معاملہ کرتا ہے تو انیس کریم پر غالب آجاتا ہے) اجوف یائی: تُلَاقِي بُشرى عَائِشَةَ فَتَلقِيهَا، بشری عائشہ سے ملنا جلنا کرتی ہے تو بشری عائشہ پر سبقت لے جاتی ہے، ناقص یائی کی مثال ہے۔

(۳) قصر: مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا، جیسے: سَقَّا، اس نے سقاک اللہ کہا (اللہ تمہیں سیراب کرے) [1]

---

[1] فائدہ: ضرب کی چند دیگر خاصیتیں یہ ہیں (۱) بلوغ: فاعل کا ماخذ زمانی یا مکانی میں آنا، جیسے یَمَنَ الرجلُ یَیْمِنُ مرد داہنی طرف آیا۔

(۲) طلب: فاعل کا مفعول سے ماخذ مانگنا، جیسے: جَدَاہ، اس نے اس سے بخشش طلب کی ماخذ "جَدًا" بمعنی بخشش ہے۔

(۳) تحول: فاعل کا عین ماخذ یا مثل ماخذ ہو جانا، جیسے تَاسَ الجَدْیُ یَتِیْسُ، بکری بکرا بن گئی۔

(۴) اصابت: کسی چیز کا فعل کے مادے وماخذ تک پہنچنا، جیسے: جَلَدَہ بالسوط یَجْلِدُ، اس نے اس کو کوڑے سے مارا، ماخذ "جِلد" بمعنی کھال ہے یعنی کوڑا کھال تک پہنچا (۵) جمع: فاعل کا مفعول کو جمع کرنا جیسے نَظَمَ، (اس نے پرویا)۔

(٦) تفریق: فاعل کا مفعول کو جدا جدا کرنا، جیسے: قَسَمَ یَقْسِمُ اس نے تقسیم کیا، فَصَلَ اس نے جدا کیا۔

(۷) قطع ماخذ: ماخذ کا پایا جانا یعنی مفعول کو کاٹنا، جیسے: خَلَی یَخْلِی جانوروں کے لیے ہری گھاس کاٹنا، خَلی کے معنی ہیں "ہری گھاس" (۸) منع ماخذ: فاعل کا کسی کو ماخذ سے باز رکھنا، جیسے: حَظَلَ یَحْظِلُ اس نے حرکت وتصرف سے روکا۔

(۹) اِستقرار: فاعل کا کسی جگہ میں قرار پانا، جیسے: ثَوَیٰ یَثْوِی کسی جگہ ٹھہرا، مقیم ہوا۔ (۱۰) رَمی: پھینکنے کا مفہوم رکھنے والے افعال، جیسے: قَذَفَ یَقْذِفُ اس نے پھینکا۔

(۱۱) اِصلاح: فاعل کا کسی چیز کو درست اور ٹھیک کرنا، جیسے: نَسَجَ اس نے کپڑا بُنا۔ خاط یخیط اس نے سلا۔ (۱۲) تصویت: آواز سے تعلق رکھنے والے افعال، جیسے: نَطَقَ یَنْطِقُ وہ بولا۔ وَعَظَ یَعِظُ اس نے نصیحت کی۔

(۱۳) تحویل، (۱۴) اعطاء ماخذ "اَجَرَ المَرْءَ" اس نے آدمی کو اجرت دی، اس میں تعدیہ بھی ہے۔

(۱۵) کثرت ماخذ، جیسے: وَثَبَ المکانُ، جگہ بہت گھاس والی ہوئی، وِثْبٌ ماخذ ہے بمعنی "گھاس"

(۱٦) تخلیط، جیسے: طَانَ یَطِیْنُ الحائطَ، دیوار کو گارے سے لیپا۔ (۱۷) اِطعام ماخذ، جیسے: خَبَزَ نَہ، میں نے اس کو روٹی کھلائی۔ (۱۸) الباس ماخذ جیسے: غَطَاہ، اس نے اس کو ڈھانکا

تمرین

(۱) بابِ ضرب سے مغالبہ آنے کے لیے کیا شرطیں ہیں؟ (۲) وَاقِعٌ سے مغالبہ لائیں گے تو مضارع کس باب سے آئے گا؟ (۳) ضَرَبَ کی کم از کم دو خاصیتیں بیان کیجیے! (۴) اجوف واوی ویائی سے مغالبہ کس باب سے آئے گا؟ (۵) قصر کی مثال مع تعریف بیان کیجیے! (٦) بلوغ کی تعریف کیجیے اور مثال دیجیے!

دسواں سبق

خاصیت باب سَمِعَ

سَمِعَ یَسْمَعُ کا باب متعدی کے مقابلے میں لازم زیادہ آتا ہے یہ باب زیادہ تر اَعراض[1] سے تعلق رکھتا ہے، اس باب سے آٹھ قسم کے افعال آتے ہیں: عِلَل، اَحزان، فَرَح، الوان، عُیوب، حُلی، اشتغال والے افعال، ہیجانی اوصاف کے افعال۔

(۱) عِلَل: علت کی جمع ہے بمعنی بیماری، یعنی وہ افعال جو بیماری کو بتائیں، جیسے: سَقِمَ (بیمار ہوا) مَرِضَ، وَجِعَ (دردمند ہوا)۔

(۲) احزان: حُزْن کی جمع بمعنی رنج وغم، یعنی وہ افعال جو رنج وغم کو بتائیں، مثلاً: حَزِنَ غمگین ہوا، شَکِعَ آہ وزاری کی، خَزِيَ مصیبت میں مبتلا ہوا۔

(۳) فَرَح[2] خوشی، وہ افعال جن میں خوشی کا معنی ہو جیسے: فَرِحَ، وہ خوش ہوا۔

(۴) الوان[3] لون کی جمع ہے رنگ، وہ افعال جو رنگ کو بتائیں، مثلاً: شَهِبَ

---

[1] اَعراض؛ جیسے: بیماری، خوشی، غم، لون، عیب وغیرہ۔ [2] بفتح الرا۔ [3] رنگ کے لیے زیادہ تر افعَلَّ وافعالَّ کا باب آتا ہے، جیسے: اِحْمَرَّ بہت سرخ ہوا، اِدْهَامَّ بہت زیادہ سیاہ ہوا، اِبْيَضَّ سفید ہوا، اِصْفَرَّ زرد ہوا، اِزْرَاقَّ نیلا ہوا، اِخْضَرَّ اِخْضَارَّ ہرا وسبز ہوا۔

(سیاہی ملی ہوئی سفید رنگ والا ہوا) کَدِرَ (مٹیالا رنگ ہوا)۔[۱]

(۵) عُیُوب: عیب کی جمع وہ افعال جن میں عیب اور نقص کا مفہوم ہو، جیسے: شَکِسَ، لَحِزَ (بخیل ہوا)۔

(۶) حُلی: حا کے ضمے اور کسرے کے ساتھ حِلْیَۃ کی خلاف قیاس جمع ہے بمعنی صورت، خلقت، ہیئت، اس سے مراد اعضا کی وہ ظاہری علامت ہے، جس کو آنکھوں سے دیکھا اور جانا جا سکتا ہو، جیسے: ضَلِعَ (پیدائشی ٹیڑھا ہوا)۔[۲]

(۷) اشتعال و برانگیختگی پر دلالت کرنے والے افعال، مثلاً: بَطِرَ، اِترایا قَلِقَ (بے چین ہوا)۔[۳]

(۸) وہ ہیجانی اوصاف جو بھوک و پیاس کو بتائیں، مثلاً: شَبِعَ (شکم سیر ہوا) رَوِیَ (سیراب ہوا)۔[۴]

سمع مطاوعت کے لیے بھی آتا ہے:

مُطاوعت فَعَلَ، فَعَّلَ کے بعد سَمِعَ کے کسی فعل کا آنا؛ تاکہ معلوم ہو کہ فاعل نے مفعول کا اثر قبول کیا ہے، مثلاً: جَدَعَهٗ فَجَدِعَ، اس نے ناک کان کاٹا تو وہ کٹ گیا (نک کٹا ہو گیا)۔

مطاوعت فعّل: عَلَّمَه فَعَلِمَ (اس نے اس کو سکھایا تو اس نے سیکھ لیا)۔[۵]

---

[۱] لَهِبَ بھورے رنگ کا ہوا۔ اَدِمَ گندمی رنگ کا ہوا۔ [۲] عَرِجَ لنگڑا ہوا شَعِثَ پراگندہ ہوا۔ عَوِرَ (کانا ہوا) صَیِدَ (ٹیڑھی گردن والا ہوا) عَیِنَ (آنکھ کی بڑی چوڑی پتلی والا ہوا) لَمِیَ (سیاہ ہونٹوں والا ہوا) هَضِمَ نازک اور پتلی کمر والا ہوا، خَشِرَ نیچے پھٹی ہوئی ہونٹ والا ہوا۔ [۳] غَارَ بِغَارُ (غیرت کھائی) حَمِسَ (برانگیختہ ہوا) غَضِبَ (غصہ ہوا)۔ [۴] صَدِیَ، وَلِهَبَ (پیاسا ہوا)۔ [۵] فَرَّحَهٗ فَفَرِحَ (اس کو خوش کیا تو وہ خوش ہو گیا)۔

تمرین

(۱) سَمِعَ سے کتنی قسموں کے افعال آتے ہیں؟ (۲) اس باب کی کم از کم پانچ خاصیتیں بیان کیجیے! (۳) خوشی وغمی کے افعال زیادہ تر کس باب سے آتے ہیں چند مثالوں سے واضح کیجیے! (۴) خُلِی سے کیا مراد ہے؟ (۵) طَرِبَ (وہ خوش ہوا) خَمِطَ (اچھی خوشبو والا ہوا) قَتِمَ (بدبودار ہوا) سَهِكَ (بدبودار ہوا) کس باب سے ہیں اور کیوں؟

فائدہ:- بعض الفاظ سمع اور کرم دونوں سے آتے ہیں جیسے: اَدِمَ سَمُرَ گندمی رنگ کا ہوا عَجُفَ دبلا ہوا، خَرِقَ بے وقوف ہوا، خَرُقَ بے وقوف ہوا عَجِمَ گونگا ہوا، رَعُنَ بے وقوف ہوا؛ بشرطے کہ اس کا لام کلمہ یا نہ ہو، کیوں کہ ناقص یائی کَرُمَ سے نہیں آتا ہے سوائے بَهُيَ کے۔

تنبیہ: صرف کی مشہور کتاب "مفصل" کے بعض شارحین نے بیان کیا ہے کہ اس باب سے زیادہ تر اَمراض وتبدیلیِ حالت پر دلالت کرنے والے اَفعال آتے ہیں اس لیے کہ اس باب کے ماضی میں عین کلمہ پر فتحہ کے بجائے کسرہ دیا گیا ہے، گویا لفظ اور معنی میں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تبدیلی ہوتی ہے۔

سمع کی چند دیگر خاصیتیں یہ ہیں: (۱) تشبہ بماخذ: فاعل کا مادہ وماخذ کے مانند ہونا، مثلاً: اَسِدَ اخلاق وعادات میں شیر کے مانند ہوا، ماخذ اَسد بمعنی شیر ہے، ذَئِبَ مکاری وعیاری میں بھیڑیے کی طرح ہوا، ماخذ "ذِئبٌ" بمعنی بھیڑیا ہے۔

(۲) سلب ماخذ: کسی چیز سے معنی مصدری کو دور کرنا، جیسے: خَفِيَ (اس نے پوشیدگی دور کی) ماخذ "خَفَا" بمعنی پوشیدگی ہے۔

(۳) تصییر: فاعل کا مفعول کو معنی مصدری والا کر دینا، جیسے ثَلِثَ المالَ، اس نے مال کے تین حصے کیے۔

(۴) رُؤیت: فاعل کا ماخذ کو دیکھنا، جیسے: بَقِرَ الکلبُ کتے نے گائے کو دیکھا، ماخذ "بَقَرٌ" بمعنی گائے ہے۔

(۵) لصوق: کسی چیز کا کسی چیز سے چپک جانا، جیسے تَرِبَ مٹی والا ہوا۔ (۶) صیرورت: فاعل کا ماده ماخذ والا ہونا، جیسے تَرِبَ بہت مٹی والا ہوا، ماخذ "تُراب" بمعنی مٹی ہے۔ جَرِبَ خارش والا ہوا، ماخذ "جَرَبٌ" بمعنی خارش ہے۔

(۷) کثرتِ ماخذ: فاعل میں ماخذ ومادہ کا بکثرت پایا جانا جیسے: کَلِأَتِ الارضُ زمین سبزہ زار ہوئی، ماخذ "کَلَأٌ" بمعنی گھاس ہے، جَرِدَ المکانُ، ٹڈی زیادہ ہوئی۔

(۸) تحول: فاعل کا ماخذ سے ڈرنا جیسے: اَسِدَ (شیر کو دیکھ کر گھبرایا) ماخذ اَسَدٌ ہے۔

گیارہواں سبق

خاصیت باب فَتَحَ

اس باب کی دو طرح کی خاصیتیں ہیں: لفظی، معنوی۔

لفظی خاصیت: یہ ہے کہ اس باب سے ایسے افعال آتے ہیں، جن کا عین یا لام کلمہ، یا دونوں حروف حلقی میں سے کوئی حرف[۱] ہو۔ مثلاً: عین کلمہ حلقی ہو، جیسے: ذَهَبَ (وہ گیا) لام کلمہ حلقی ہو، جیسے: وَقَعَ (وہ گرا)۔

عین ولام دونوں حلقی ہوں، جیسے: نَخَعَ (ذبح کے وقت چھری کو حرام مغز تک پہنچایا)[۲]

---

[۱] اس باب میں حروف حلقی کی شرط اس لیے ہے کہ حروف حلقی کا مخرج اسفل حلق ہے، جو باعث ثقل ہے؛ اس لیے ان حروف کو یا ان سے پہلے حرف کو فتحہ دیا گیا تاکہ "الفتحة أخف الحركات" کے تحت بہت حد تک ثقل ختم ہو کر یکسانیت پیدا ہو جائے، سعدیہ، ص: ۷۲۔ [۲] بَخَعَ اس نے السیف رکھی، بَخَعَ غم کی وجہ سے خودکشی کی؛ البتہ یہ ضروری ہے کہ عین ولام کلمہ حروف حلقی میں سے ایک جنس کے نہ ہوں ورنہ دیگر باب سے ہوگا، سوائے: بَخَّ یَبَخُّ کے دونوں ایک ہی جنس کے ہیں فَتَحَ سے الف ضعیف ہے؛ ورنہ یہ بھی مَنَعَ سے ہے۔ فائدہ: کسی فعل کے فتح سے آنے کے لیے یہ شرط ہے کہ عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو، یہ مطلب نہیں کہ جہاں کہیں عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو وہ "فتح" سے آئے گا، جیسے: شَجُعَ یَشْجُعُ بہادر ہوا بَلَغَ یَبْلُغُ پہنچا نصر سے ہے، سَمِعَ شَهِبَ، شَبِعَ، سَمِعَ سے اور وَعَدَ یَعِدُ، ضَرَبَ سے ہیں۔ فائدہ مہمہ: صاحب غایۃ البیان علامہ عبدالرحیم صفی پوری نے اپنی کتاب میں نہایت، اہم بات لکھی ہے کہ: اعداد کے الفاظ ثلث سے عشر تک اگر لام کلمہ حرف حلقی ہو تو اخذ و تصییر دونوں خاصیت کے لیے فتح سے آتے ہیں: جیسے رَبَعَ یَرْبَعُ (چوتھائی حصہ لیا یا چار حصے کیے) سَبَعَ یَسْبَعُ تَسَعَ یَتْسَعُ، اور اگر لام کلمہ حرف حلقی نہ ہو تو پھر خاصیت اخذ کے لیے ہو، تو نصر سے اور تصییر کے لیے ہو تو ضرب سے، جیسے: خَمَسَ یَخْمُسُ (پانچواں حصہ لیا) خَمَسَ یَخْمِسُ (پانچ حصے کر دیے) (ص: ۱۲)

حروف حلقی چھ ہیں: ہمزہ، ہاء، عین، حاء، غین، خاء[1]

شعر: حروف حلقی شش بود اے نور عین   ہمزہ، ہاء، حاء، خاء، عین، غین

مشہور معنوی خاصیتیں تین ہیں:

(۱) اِعطاء ماخذ: فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ دینا جیسے: لَحَمَہ (اس نے اس کو گوشت کھلایا) ماخذ "لحم" ہے[2]۔

(۲) تحول: فاعل کا ماخذ کی طرف منتقل ہونا، جیسے: ذَهَبَ (سونا ہوگیا) ماخذ "ذَهَبٌ" بمعنی سونا ہے۔

(۳) سلب: فاعل کا معنی مصدری سلب کرنا، جیسے: سَلَخَ (اس نے کھال کھینچی) حَمَا البِئرَ (اس نے کنواں سے کیچڑ نکالی) ماخذ "حَمِیًا" بمعنی کیچڑ ہے۔

اس باب کے عین یا لام کلمے کا حرف حلقی ہونا شرط ہے[3]؛ لیکن رَکَنَ یَرْکَنُ

---

۱ ان حروف میں ثقل، حروف کی ترتیب سے ہے یعنی سب سے زیادہ ثقل ہمزہ میں ہے پھر ہا، پھر عین میں الخ رضی شرح شافیہ ص: ۳۸۴ ۲ شَحَمَہ اس نے اس کو چربی دی۔ ۳ چند الفاظ مستثنیٰ ہیں یعنی حروف حلقی نہ ہونے کے باوجود فتح سے آئے ہیں، وہ علامہ سعد اللہ صاحب "نوادر الوصول" کے بسیار تلاش و جستجو کے مطابق سترہ ہیں: وہ یہ ہیں: (۱) رَکَنَ یَرْکَنُ رُکوناً (مائل ہونا) (۲) ابیٰ یابیٰ اباءاً (انکار کرنا) (۳) هَلَكَ يَهْلَكُ هَلاكاً (فنا ہونا) صاحب کشاف نے اپنی تفسیر میں اس کو بیان کیا ہے کہ اس میں ایک قرأت ابیٰ یابیٰ کی بھی ہے۔ قرأ الحسن بفتح اللام وهی لغة لنحو ابیٰ یابی (کشاف للزمخشری ص ۱/ ۲۵۱) (۴) رَکَنَ یَرْکَنُ رکونا (پناہ لینا) (۵) ابو عبیدہ کے قول کے مطابق جبیٰ یجبیٰ جباءاً (جمع کرنا) (۶) عند سیبویہ قلی یقلیٰ قلیا (گوشت بھوننا) (۷) عَضَّ يَعَضُّ عَضًّا (دانت سے مضبوطی سے کاٹنا) جبیٰ نَصَرَ سے ملتی ضرب اور عَضَّ سَمِعَ سے زیادہ مشہور ہیں قلیٰ یقلیٰ قبیلہ عامریہ یا طائیہ کی ضعیف لغت ہے یا از قبیل تداخل ہے (۸) غَشىٰ يَغْشىٰ غَشْياً (ڈھانکنا) (۹) شجیٰ یشجیٰ شجاً (غمگین ہونا) (۱۰) عثیٰ یعثیٰ عثیاً (بہت زیادہ فساد کرنا) (۱۱) سَلاَ يَسْلىٰ سُلياً (تسلی پانا) (۱۲) قَنَطَ يَقْنَطُ قُنُوطاً (مایوس ہونا) لغت طائیہ میں ورنہ یہ بھی سَمِعَ سے ہے، ممکن ہے کہ یہ بھی از قبیل تداخل ہو (رضی، ص: ۵۰) (باقی اگلے صفحہ پر)

رُکوناً (مائل ہونا) أبی یَابیٰ اباءً (انکار کرنا) حروف حلقی نہ ہونے کے باوجود فتح سے ہیں؛ اس لیے کہ رَکَنَ یَرکَنُ تداخل کے قبیل سے ہے اور اَبیٰ یَأبیٰ شاذ ہے۔[1]

فائدہ :- یہ شاذ خلاف فصاحت نہیں کیوں کہ قرآن میں ہے: تابیٰ قلوبُھم۔[2]

تداخل: باعتبار لغت: ایک دوسرے میں داخل ہونا، اصطلاح میں: ایک ہی لفظ کا ماضی کسی باب سے اور مضارع کسی دوسرے باب سے مستعمل ہونا، جیسے: فَضِلَ یَفضَلُ، سَمِعَ سے ہے صاحبِ فیض ہونا، اور فَضُلَ یَفضُلُ، کَرُمَ سے بھی ہے صاحبِ فضیلت ہونا، اب سمع کا ماضی اور کرم کا مضارع لے

(بقیہ) ابوحیان فرماتے ہیں کہ: حلقی العین یا حلقی اللام فتح سے ہوتا ہے، نوادر، ص:۸۸، یہ کلیہ نہیں ہے بلکہ اکثری ہے تحقیق یہ ہے کہ وہ فتح سے ہوگا یا سمع سے دیگر ابواب سے بہت کم ہوتا ہے۔ حیری (۱۳) خطیٰ یخطی، خطوا، قدموں کو کشادہ کرکے چلنا (۱۴) علیٰ یَعلی، علاء، بلند ہونا (۱۵) غَلَ، یَغلُ، غِلاً دھوکہ وفریب والا ہونا (۱۶) قَبَلَ یَقبَلُ قَبُولاً قبول کرنا (۱۷) اَثَمَ یاثم اثماً، گناہ کرنا، آخر کے تین کو صاحبِ قاموس نے بیان کیا ہے، (نوادر، ص: ۸۸)

[1] شاذ: وہ لفظ جو قاعدے یا استعمال کے خلاف ہو، اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) صرف قیاس وقاعدے کے مخالف ہو استعمال کے مخالف نہ ہو، جیسے: مَسْجِدٌ قَوَدَ، صَیدَ (۲) صرف استعمال کے مخالف ہو نہ کہ قیاس کے۔ جیسے: مَسْجَدٌ بفتح الجیم، یہ دونوں صورتیں خلاف فصاحت نہیں ہیں (۳) استعمال وقیاس دونوں کے مخالف ہو، جیسے: وَالْیَقطَعُ، وَالْیُجَدَّعُ، یقُولُ الخَنی: وَأبغَضُ العُجمِ نَاطِقاً   اِلی رَبِّهٖ صَوتُ الحِمَارِ الیُجَدَّعُ کما تقول ھو الیضربك، لسان العرب، ج ۲/ ۲۰۷ بیروت، یہاں فعل پر الف لام داخل ہے یہ خلاف فصاحت ہے؛ لہٰذا أبی یأبیٰ استعمال کے خلاف نہ ہونے کی وجہ سے غیر فصیح نہیں ہے (سعدیہ زنجانی مع حاشیہ ص:۱۸-۱۹)

[2] سورۃ التوبہ: آیت: ۳۲۔

باب فتح کی دیگر چند خاصیتیں یہ ہیں: (۱) اتخاذ: فاعل کا ماخذ بنانا، مثلاً: بَأرَ بَأراً اس نے کنواں بنایا ماخذ "بِئرٌ" کنواں ہے۔ (۲) تعمل: مادہ وماخذ کو کام میں لانا، مثلاً: رَمَحَ یَرمَحُ اس نے نیزہ مارا، ماخذ "رِمَاح" بمعنی نیزہ ہے نَعَلَ (اس نے نعل لگایا) (۳) کسرِ ماخذ: ماخذ کو توڑنا ثَغَرَ (اس نے توڑا، سوراخ کیا)
(۴) اصابت: رَأَسَہ اس نے اس کے سر پر زخم لگایا۔ (۵) ایذاء: تکلیف دینے کا مفہوم رکھنے والے افعال جیسے: لَسَعَ یَلسَعُ (ڈنک سے ڈسا) لَدَغ (منہ سے ڈسا)۔ (۶) اعطاء شئ: کسی چیز کے بدلے کچھ دینا جیسے: مَنَحَ، نَحَلَ، کسی چیز کے بدلے اس نے دیا (۷) غلبہ: یعنی وہ افعال جن میں غلبہ کی بات ہو، جیسے: قَھَرَ غالب آیا (۸) دفع ماخذ جیسے: دَرَأ، دَفَعَ اس نے دفع کیا (۹) سیر: جیسے: سَعیٰ وہ چلا (۱۰) تصویت: چیخ وپکار کا مفہوم رکھنے والے افعال، جیسے: صَرَخَ اس نے چیخا (۱۱) تدریج: جَرَعَ اس نے گھونٹ گھونٹ پیا۔ (۱۲) بلوغ: سَلَخَ الشھرُ مہینہ ختم ہوا (۱۳) الباس: لَحَفتُہٗ (میں نے اس کو لحاف اڑھایا) (۱۴) کثرت ماخذ: کَلأ المکان (گھاس زیادہ ہوئی) (۱۵) صیرورت، لَعِبَ الطفلُ بچے کو رال ٹپکی۔

کر فَضِلَ یَفضُلُ استعمال کرنا تداخل ہے، اسی طرح رَکَنَ یَرْکُنُ، نَصَرَ سے بھی ہے اور رَکِنَ یَرْکَنُ، سمع سے بھی ہے؛ لہٰذا نصر کا ماضی اور سمع کا مضارع لے کر رَکَنَ یَرْکَنُ استعمال کیا گیا ہے، جو اَزقبیلِ تداخل ہے۔

تمرین

(۱) باب فتح کی لفظی خاصیت بیان کیجیے!
(۲) حلقی العین وحلقی اللام کی ایک ایک مثال بیان کیجیے!
(۳) معنوی خاصیتوں میں سے کم از کم دو کو بیان کیجیے!
(۴) تداخل کے لغوی واصطلاحی معنی مع مثال بیان کیجیے!

بارہواں سبق

خاصیت باب کَرُمَ

اس باب کی چند خاصیتیں ہیں:

(۱) یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے[۱] (۲) یہ باب ان اوصاف کے لیے آتا ہے، جو خلقی وفطری اور پیدائشی ہوں، جیسے: حُسْن، قُبْح وہ اوصاف ہیں جو ولادت کے وقت سے ہوتے ہیں کسبی نہیں ہیں، خلقی اور پیدائشی اوصاف تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) اوصافِ خِلْقِیه حقیقیه: یعنی وہ اوصاف جو پیدائشی اور فطری ہوں،

---

[۱] یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے، سوائے رَحُبَ کے جیسے رَحُبَتْكَ الدار؛ کیوں کہ اس باب سے آنے والے افعال کا تعلق خود اس کی ذات سے ہوتا ہے غیر سے تعلق نہیں ہوتا؛ اس لیے یہ باب متعدی نہیں ہوتا اگرچہ شارح رضی نے متعدی نہ آنے کے قول کو مخدوش قرار دیا ہے؛ کیوں کہ بسا اوقات متعدی بھی آتا ہے جیسے: ان نَسْراً قد طَلُعَ اليمنَ اي بَلَغَ ودخل (بلاشبہ نسر یمن پہنچا) (رضی، ص: ۳۲، نوادر الوصول، ص: ۹۰)

ولادت کے وقت سے پائے جاتے ہوں، بعد کی کوشش ومحنت کے ذریعے حاصل نہ ہوئے ہوں، جیسے: صَغُرَ (چھوٹا ہوا) طَوُلَ (لمبا ہوا) قَصُرَ (پستہ قد ہوا)۔[1]

(۲) اوصاف خِلقِیہ حکمیہ: یعنی وہ اوصاف جو فطری اور پیدائشی تو نہ ہوں؛ لیکن موصوف کی ذات کے لیے کسب وتمرین کے بعد اس طرح لازم ہو گئے ہوں کہ جدا نہ ہوتے ہوں، جیسے: فَقُهَ (فقیہ ہو گیا)۔[2]

(۳) خلقی حقیقی کے مشابہ اوصاف: یعنی وہ اوصاف جو نہ پیدائشی ہوں، اور نہ بعد میں لازم ہو گئے ہوں؛ بلکہ عارضی ہوں؛ البتہ کسی وجہ سے حقیقی اوصاف سے مشابہت رکھتے ہوں،[3] جیسے: جَنُبَ (جنبی ہوا) فائدہ:- کبھی جن اوصاف میں دوام اور ٹھہراؤ ہوتا ہے اس باب سے آتے ہیں، جیسے: طَهُرَ (پاک ہوا) مَكُثَ (وہ ٹھہرا)۔[4]

خاصیت باب حَسِبَ

خَسِبَ[5] سے صرف بتیس (۳۲) الفاظ آتے ہیں، ان میں سے انیس یہ ہیں:

---

[1] حَلُمَ (بردبار ہوا) وَلُقَ (مہربانی کا برتاؤ کیا) حَسُنَ (خوب صورت ہوا) قَبُحَ (بدصورت ہوا)۔ [2] سالہا سال کے فتاویٰ سے شغل رکھنے کے بعد فقاہت ایسی راسخ ہو جاتی ہے، کہ گویا موصوف کی ذات کے لیے لازم ہو۔ [3] جنبی آدمی شرعاً ناپاک ہوتا ہے پاکی حاصل کیے بغیر بہت سے اعمال نہیں کر سکتا گویا اس کو نجاست سے مشابہت پائی گئی۔ [4] فائدہ: کرم اجوف یائی وناقص یائی سے نہیں آتا صرف حَيُنا بَهُيا (خوش شکل ہوا) بَهُيَ يَبْهُو (حسین وخوبصورت ہوا) اور نَهُيَ (کامل العقل ہوا) مستثنیٰ ہیں اس باب سے مضاعف نہیں آتا کیوں کہ ضمہ ثقیل ہے اس باب میں مزید ثقل پیدا ہو جائے گا، نحوی امام یونس کا قول: لَبُبْتَ قَلْبَ (آپ عقل مند ہوئے) شاذ ہے (رضی، ص:۳۱) فائدہ:- اوصاف خلقی کبھی سمع سے بھی آتے ہیں؛ لیکن کرم سے صیغۂ صفت عام طور پر دوام کو بتاتا ہے جیسے: حلیم، حسین، اور سمع سے صیغۂ صفت زیادہ تر تھوڑے وقت کو بتانے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: حزین غمگین، فرحان، خوش۔ [5] باب حَسِبَ سے چوں کہ معدودے چند الفاظ آتے ہیں ان کے جان لینے سے ان کے مخصوص معانی کا بھی علم ہو جاتا ہے، ان کی تعداد صاحب فصول اکبری علامہ محمد اکبر الٰہ آبادی نے بتیس بیان کی ہے، انیس کو انھوں نے فصول اکبری میں بیان فرمایا ہے باقی کو اصول اکبری کی عربی شرح، شرح اصول اکبریہ میں بیان فرمایا ہے۔

(۱) نَعِمَ نَعمَۃً (خوش وخرم زندگی والا ہونا) نُعُومۃً[۱] (نرم ونازک ہونا) (۲) وَبِق وُبُوقا وو بَقاً (ہلاک ہونا) (۳) وَمِق مِقَۃ (دوست بنانا) (۴) وَفِق وَفقاً (موافق ہونا، موافق پانا) (۵) وَثِق ثِقَۃً و مَوْثِقاً (مضبوط ہونا، بھروسہ کرنا) (۶) وَرِثَ وَرِثاً و وِرْثاً (میراث پانا) (۷) وَرِعَ وَرْعاً و رِعَۃً (پرہیزگار ہونا) (۸) وَرِمَ وَرَماً (سوجنا، پھولنا) (۹) وَرِیَ وَرْیاً (ہڈی میں گودا سخت ہونا)[۲] (۱۰) وَلِیَ وَلْیاً (نزدیک ہونا) (۱۱) وَغِرَ وَغْرًا (۱۲) وَحِرَ وَحَراً (کینہ رکھنا) (۱۳) وَلِہَ وَلَھاً[۳] (غم کی وجہ سے خبط الحواس ہونا، ڈرنا) (۱۴) وَھِلَ وَھْلاً (غیر مقصود کی طرف خیال جانا) (۱۵) وَعِمَ وَعْماً (کسی کے حق میں خیر کی دعا کرنا) (۱۶) وَطِیَ وَطْئاً[۴] (روندنا) (۱۷) یَئِسَ یَاساً (ناامید ہونا) (۱۸) یَبِسَ یُبْساً (خشک ہونا) (ایک خود حسب کا باب) (۱۹) حَسِبَ حِسْبَاناً (گمان کرنا)[۵]

---

[۱] صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ نَعمَۃ بالفتح اسم مصدر ہے اور نِعْمَۃ بالکسر مصدر (نوادر، ص:۹۰) [۲] اس کا ترجمہ کتابوں میں "چقماق پتھر سے آگ نکالنا" بھی کیا گیا ہے؛ لیکن شارح ابنیۃ الافعال فرماتے ہیں کہ: یہ لفظ اس معنی میں اس باب سے نہیں ہے، اسی طرح لغت کی کتابیں بتاتی ہیں کہ اس معنٰی میں یہ لفظ اس باب حَسِبَ سے نہیں ہے؛ چناں چہ تاج العروس میں ہے کہ اس معنٰی میں یہ لفظ یا تو سَمِعَ سے ہے یا ضَرَبَ سے حَسِبَ سے وہ معنی ہے جو متن میں کیا گیا، بحوالہ نوادر الوصول، ص:۹۱۔ [۳] شرح مفصل میں ترجمہ "گھبراہٹ کی وجہ سے کسی چیز کا بھول جانا" بھی ہے، صاحبِ صحاح نے بصراحت نہیں بیان کیا ہے؛ البتہ صاحب صراح نے پہلے معنی میں ضرب سے اور دوسرے معنی میں سَمِعَ سے لکھا ہے یعنی اس کا حَسِبَ سے ہونا مشکوک ہے، نوادر، ص:۹۱۔ [۴] یہ حسب سے بسیار تلاش وجستجو کے باوجود نہیں مل سکا، یہ درحقیقت سَمِعَ سے ہے، اللہ جانے حسب سے کیسے شمار کیا گیا ہے۔ س، م حسیری [۵] باقی ماندہ الفاظ یہ ہیں: [۱] وَجِدَ یَجِدُ وَجْدًا (پانا، کھونے کے بعد پانا) (۲) بَئِس بُؤْساً (سختی کو پہنچنا) (۳) وَبِطَ وَبْطاً (کمزور ہونا) (۴) وَجِعَ وجعا (درد زدہ ہونا) (۵) وَلِغَ وَلْغًا و وُلُوغاً (برتن میں منہ ڈال کر پانی پینا) (۶) وَعِقَ وَعْقاً (جلدی کرنا) (۷) وَحِمَتْ وَحَماً (حاملہ عورت کا کھانے کی چیزوں کی خواہش کرنا)

﴿صفحۂ آئندہ پر﴾

تمرین

(۱) کرم کی کیا خاصیتیں ہیں؟ (۲) کرُم سے کتنے قسم کے افعال آتے ہیں؟ (۳) اوصافِ خلقی حقیقی وحکمی کی وضاحت کیجیے! (۴) کرَمَ کی کیا خاصیتیں ہیں؟ (۵) حَسِبَ کے کم از کم دس الفاظ سنایئے! (۶) حَلُمَ اور قَبُحَ میں کون سی خاصیت ہے؟ (۷) وَهِلَ ورِعَ اور وَثِقَ کا مصدر اور ترجمہ بتایئے!۔

تیرہواں سبق

خاصیتِ اِفعال

باب اِفعال کی پندرہ خاصیتیں ہیں:

(۱) تعدیہ (۲) تصییر (۳) لزوم والزام (ضدِّ تعدیہ) (۴) تعریض (۵) وِجدان (۶) سلب ماخذ (۷) اِعطاء ماخذ (۸) بلوغ (۹) صیرورت (۱۰) لیاقت (۱۱) حینونت (۱۲) مبالغہ (۱۳) ابتدا (۱۴) موافقت (۱۵) مُطاوعتِ فَعَلَ وفَعَّلَ۔

(۱) تعدیہ: باب تفعیل کا مصدر ہے، عَدّیٰ یُعَدِّي تجاوز کرنا، اصطلاح میں: ثلاثی مجرد میں حرف کا اضافہ کرکے فاعل پر پورا ہو جانے والے لازم کو

﴿بقیہ﴾ (۸) وَکِمَ وکمأً (غمگین ہونا) (۹) وَهِمَ وَهماً (حساب میں گھٹانا یا غلطی کرنا) وَهِنَ وهناً (کام میں کمزور ہونا) (۱۰) وَهِيَ يَهِيْ وَهْياً (کپڑے کا پھٹنا، بوسیدہ ہونا) (۱۱) وَرِهَتْ وَرَهاً (عورت کا زیادہ چربی والا ہونا) (۱۲) وَقِهَ وَقْهاً (اطاعت کرنا، سننا) (۱۳) وَنِهَ وَنَهاً (تعجب کرنا) (۱۴) نَسِيَ يَنْسِيْ نِسْيَةً (بھولنا)۔ فائدہ: شذا العرف میں ایک لفظ وَرِكَ وَرَكاً بھی ملا بمعنی (سرین پر سہارا لینا) ص: ۳۶، گویا کل تینتیس (۳۳) الفاظ ہوگئے۔ بَئِسَ بؤساً کو بعض شراح نے حَسِبَ کی جگہ پر متن میں لیا ہے؛ لہٰذا حَسِبَ کے علاوہ بقول مصنف بتیس الفاظ ہوئے۔

مفعول کا محتاج بنا دینا، یا متعدی کو مزید مفعول کا محتاج کر دینا، مثلاً: خَرَجَ زیدٌ (زید نکلا) فاعل پر بات پوری ہوگئی؛ لیکن اَخرَجَ نَبِیلٌ نبیراً (نبیل نے نُبیر کو نکالا) میں ہمزۂ افعال کے ذریعے فعل کو فاعل کے علاوہ ایک مفعول کی ضرورت ہوگئی اسی کا نام تعدیہ ہے۔

(الف) مجرد میں لازم ہو تو[1] باب افعال میں متعدی ہو جائے گا، جیسے: جَلَسَ حامدٌ (حامد بیٹھا) سے اَجْلَسَ حَامِداً (حامد کو بٹھایا)[2]

(ب) مجرد میں متعدی بیک مفعول ہو تو باب افعال میں متعدی بدو مفعول ہو جائے گا، جیسے: اَکَلَ خالدٌ تُفَّاحاً (خالد نے سیب کھایا) سے اٰکَلَ[3] خالدٌ ساجداً تُفاحاً (خالد نے ساجد کو سیب کھلایا)[4]

(ج) متعدی بدو مفعول ہو تو بابِ افعال میں متعدی بسہ مفعول ہو جائے گا، جیسے: رَاَیناہ عالماً (ہم نے اس کو عالم سمجھا) سے اَرَاَیناہ ساجداً عالماً (ہم نے اس کو بتایا کہ ساجد عالم ہے)[5]

(۲) تصییر: لغت میں: لوٹانا، ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا۔ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو معنی مصدری اور ماخذ سے متصف کر دینا، یعنی معنی مصدری والا کر دینا، مثلاً: اَخرَجتُ زیداً (میں نے زید کو نکالا) زید نکلنے والا ہے یعنی

---

[1] مجرد میں کوئی لفظ لازم و متعدی دونوں ہو تو لازم سے باب افعال بناتے ہیں، جیسے: حَزِنَ سَمِعَ سے لازم اور نصر سے متعدی ہے تو باب افعال گویا لازم سے ہوگا، اب حَزَنْتُ اور اَحْزَنْتُ کے ایک معنی ہوگئے، میں نے غمگین کیا؛ البتہ فرق یہ ہے کہ حَزَنْتُہ مجرد سے میں نے اس میں غم پیدا کیا او اَحْزَنْتُہ میں تصییر کا خاصہ بھی ہے، ترجمہ ہوگا: میں نے اس کو غمگین کر دیا۔ اسی سے ہے قرآن میں "اِنِّي لَيَحْزُنُنِيْ اَنْ تَذْهَبُوْ بِهٖ" یوسف: ۱۳، [2] خَرَجَ (نکلا) سے اَخْرَجَ نکالا۔ قرآن کریم میں ہے: "كَمَا اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ" الاعراف: ۲۷، "اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ" الاحقاف: ۲۰، [3] اٰکل اصل میں اَءْ کَلَ تھا، اٰمَنَ کی تعلیل ہوئی۔ [4] سَمِعَ الأستاذُ درساً (استاذ نے سبق سنا) سے اَسْمَعَ التلمیذُ الأستاذَ درساً (طالب علم نے استاذ کو سبق سنایا) [5] عَلِمْتُكَ سَخِياً (میں نے آپ کو سخی جانا) سے اَعْلَمْتُكَ حمیداً سخیاً (میں نے آپ کو بتایا کہ حمید سخی ہے) اس طرح کے یہی صرف دو لفظ ہیں، (رضی، ص: ۳۶، شذا العرف، ص: ۴۱)۔

اس کو معنی مصدری "نکلنے" سے متصف کر دیا گیا[1]

اَشْرَکْتُ النَّعلَ: ماخذ "شِرَاك" بمعنی تسمہ ہے۔ (میں نے جوتی شراک دار بنائی)۔

(۳) ضد تعدیہ (لزوم والزام[2]) تعدیہ کے برعکس ثلاثی متعدی کو لازم کر دینا، جیسے: حَمِدَاللّٰهَ (اس نے اللہ کی تعریف کی) مجرد میں متعدی ہے؛ لیکن اَحْمَدَ (وہ قابل تعریف ہوا) باب افعال میں لازم ہے[3]

---

[1] اَنَرْتُ الثوبَ (میں نے کپڑے کو منقش کردیا) اَنَرْتُ اصل میں اَنْيَرْتُ تھا، یا کی حرکت نون کو دے کر الف سے بدلا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا، ماخذ "نِیرٌ" نقش و نگار کے معنی میں ہے یعنی میں نے کپڑے کو نقش و نگار والا کردیا، اَلْحَمَ زیدٌ (زید گوشت والا ہوا) اَطْفَلَتْ سُعَادُ (سعاد بچے والی ہوئی) اَقْبلت النعل۔ فائدہ: - تعدیہ اور تصییر میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے، دونوں پائے جائیں، جیسے: اَخْرَجْتُهُ میں نے اس کو نکالا، صرف تعدیہ ہو، جیسے: بَصُرَ (نظر آیا) اَبْصَرتُ میں نے اس کو دیکھا، تصییر کی صورت میں مطلب ہوگا میں نے اس کو دیکھنے والا بنادیا، جو درست نہیں ہے۔ صرف تصییر، جیسے: اَنَارَ یُنِیْرُ سے اَنَرْتُ الثوب میں نے کپڑے کو منقش کردیا، اس میں تعدیہ نہیں کیوں کہ مجرد میں اس معنی میں ہے ہی نہیں۔ [2] صرفی حضرات متعدی کو لازم کرنے کے لیے لفظ الزام استعمال کرتے ہیں، کتب لغت میں "الزام" اس معنی میں کہیں موجود نہیں اس لیے یہاں ضد تعدیہ نام رکھا گیا ہے۔ خود محقق صرف علامہ محمد اکبر اللہ آبادیؒ نے اصول اکبری میں خاصیت الزام کو بیان کرنے کے لیے "وَضِدّهَا. نحو: احمد" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (مخطوطہ۔ ص، م، ح) [3] عَرَضْتُ الشيْءَ (میں نے کسی چیز کو ظاہر کیا) فَاَعْرَضَ لہذا وہ ظاہر ہوگیا، عَرَضَ متعدی اَعْرَضَ لازم کَبَبْتُه علی وجهٖ (میں نے اس کو منہ کے بل اوندھا کیا، فَاَکَبَّ (وہ اوندھا ہوگیا، اسی طرح قَشَعتِ الریحُ السحابَ، ہوا نے بادل کو اڑایا فَاَقْشَعَ السَّحَابُ (بادل اڑا) (شذا العرف، ص: ۴۲)۔

فائدہ: لازم کو متعدی تین بابوں میں کیا جاتا ہے، (۱) ہمزہ افعال کے ذریعے، مثلاً: قَعَدَ (وہ بیٹھا) اَقْعَدَ اس نے بٹھایا، قَامَ (کھڑا ہوا) اَقَامَ اس نے کھڑا کیا، (۲) عین تفعیل یعنی باب تفعیل میں لے جاکر، جیسے: کَذَبَ جھوٹ بولا، کَذَّبَ، اس نے جھٹلایا، ذَکَرَ یاد کیا ذَکَّرَ یاد دلایا (۳) الف مفاعلت سے، جیسے: اَکَلَ اس نے کھایا اٰکَلَ اس نے کھلایا۔

چودھواں سبق

دیگر خاصیات

(۴) تعریض: پیش کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو ایسی جگہ لے جانا جہاں اس پر معنی مصدری (ماخذ) واقع ہوتا ہو، خواہ واقع ہو یا نہ ہو، جیسے: اَبَعْتُ الفرسَ (میں گھوڑے کو بیچنے کی جگہ یعنی منڈی بیچنے کے لیے لے گیا) ماخذ "بیع" ہے اور بیع کی جگہ منڈی ہے[۱]

(۵) وجدان: پانا، فاعل کا مفعول کو معنی مصدری کے ساتھ بحیثیت فاعل یا مفعول متصف پانا۔

(الف) اگر معنی مصدری و ماخذ لازم ہے، تو مفعول معنی مصدری کا حقیقت میں فاعل ہوگا، جیسے: اَبْخَلْتُہٗ (میں نے اس کو بخل کے ساتھ متصف یعنی بخیل پایا) ماخذ "بُخل" ہے جو لازم ہے یہاں مفعول بخل کرنے والا ہے، اَرْحَبْتُ الْمَکَانَ (میں نے جگہ کو کشادہ پایا)۔

(ب) اگر معنی مصدری متعدی ہو تو مفعول کو صیغہ اسم مفعول سے تعبیر کیا جائے گا، مثلاً: اَحْمدتُّہٗ (میں نے اس کو حمد کے ساتھ متصف یعنی محمود پایا) ماخذ "حمد" ہے جو متعدی ہے، اس لیے مفعول تعریف کیا ہوا محمود ہے[۲]

(۶) سلب: دور کرنا، چھیننا، اصطلاح میں: فاعل کا اپنے یا مفعول سے اصل معنی مصدری و ماخذ کو دور کرنا، یعنی فعل مجرد کے فاعل سے معنی حدثی کو زائل کرنا۔

---

[۱] اَقْتَلْتُہٗ میں نے اس کو پیش کیا کہ وہ مقتول ہو جائے، یعنی مقتل لے گیا، اَسْقَیْتُہٗ (میں نے اس کو مشکیزہ پیش کیا) خواہ وہ پیے یا نہیں، اَقْبَرْتُہٗ میں نے اس کے لیے قبر کھودی۔ [۲] اَحْیَا الرَّاعِی الأَرضَ (چرواہے نے زمین کو زندہ ہرا بھرا پایا) ماخذ "حَیٌّ" ہے یعنی زندہ۔ اسی سے ہے عمرو بن معدی کرب کا مجاشع بن مسعود سے یہ کہنا: "سَأَلْنَاکُمْ فَمَا اَبْخَلْنَاکُمْ، وَقَاتَلْنَاکُمْ فَمَا اَجْبَنَّاکُمْ، وَهَاجَیْنَاکُمْ فَمَا اَفْحَمْنَاکُمْ "أي مَا وَجَدْنَاکُمْ بُخَلَاءَ وَجُبَنَاءَ وَ مُفْحَمِینَ۔ (شرح شافیہ ابن حاجب: ۱/۹۱ بحوالہ الصرف التعلیمي: ۹۱)

فائدہ: وجدان فاعلیت و مفعولیت سے قطع نظر محض ماخذ پانے کے لیے بھی آتا ہے، جیسے: اَثْاَرْتُہٗ (میں نے اس سے خون کا بدلہ لیا) ماخذ "ثارٌ" بمعنی خون بہا ہے، اَحْمَدَ میں خاصیت ضد تعدیہ بھی ہے، یعنی مجرد میں متعدی اور افعال میں لازم، اس میں خاصیت وجدان بھی ہے لہٰذا خاصیت وجدان کے وقت یہ متعدی ہوگا۔

(الف) فعل لازم ہو تو اپنی ذات سے زائل کرنا ہوتا ہے، جیسے: اَقْسَطَ زیدٌ (زید نے اپنے نفس سے قُسُوط یعنی ظلم کو دور کیا) ماخذ "قُسُوط" بمعنی ظلم ہے، اس کو سلب از فاعل کہتے ہیں۔

(ب) فعل متعدی ہو تو مفعول سے زائل کرنا ہوتا ہے، جیسے: شَکیٰ وَاَشْکَیْتُه (اس نے شکایت کی تو میں نے اس کی شکایت دور کی) ماخذ "شِکَایَةٌ" ہے اس کو سلب از مفعول کہتے ہیں [۱] حدیث شریف میں ہے: "شَکَوْنَا الی رسول الله ﷺ حَرَّ الرَّمْضَاءِ، فَلَمْ یُشْکِنَا" ہم نے سخت گرمی کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت دور نہیں کی [۲]

(۷) اعطاء ماخذ: کسی کو معنی مصدری دینا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ و ماخذ، یا ماخذ سے متصف کرنے کے لیے ماخذ کا محل دینا، یا ماخذ کی اجازت دینا، تین صورتیں ہوئیں:

(الف) فاعل کا مفعول کو ماخذ دینا، جیسے: اَلْحَمْتُ حمیداً (میں نے حمید کو گوشت کھلایا) ماخذ "لحم" ہے [۲]

(ب) فاعل کا مفعول کو ماخذ کا محل، ماخذ سے متصف کرنے کے لیے دینا، جیسے: اَشْوَیْتُ بَشَّاراً (میں نے بشار کو گوشت بھوننے کے لیے دیا) [۳]
ماخذ "شُواءٌ" بمعنی بھوننا ہے، اس کا محل گوشت ہے۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ کی اجازت دینا، جیسے: اَقْطَعْتُه قُضباناً (میں نے اس کو شاخ کاٹنے کی اجازت دی) ماخذ "قطع" بمعنی کاٹنا ہے [۴]

---

[۱] اَفْرَحْتُه میں نے اس کو غمگین کیا؛ یعنی اس کی خوشی سلب کر لی ہمزہ برائے سلب ہے، یہ سلب از مفعول ہے، اَقْذَیْتُ عَیْنَه میں نے اس کی آنکھ سے تنکا دور کیا ماخذ "قذی" بمعنی تنکا ہے [۲] مجمع الزوائد و منبع الفوائد :۱/۳۰۵۔ ایک حدیث میں ہے: فلما اشکانا. اعجمتُ الکتاب (میں نے کتاب کی عجمیت دور کی) [۲] اَشْحَمْتُ ساجداً میں نے ساجد کو چربی دی ماخذ "شحم" بمعنی چربی ہے، [۳] یعنی ماخذ "بھوننا" کا محل گوشت ماخذ سے متصف یعنی بھوننے کے لیے دیا، اَقْبَرَهُمْ (اس نے ان کو زمین قبر بنانے کے لیے دی) ماخذ "قبر" ہے اس کا محل زمین ہے۔ [۴] پہلی دو مثالیں محسوس کی ہیں، جیسے: گوشت کھلانا، گوشت بھوننے کے لیے دینا، اس کے برخلاف اجازت دینا، عقلی چیز ہے اس لیے آخر کی مثال عقلی ہے۔

تمرین

(۱) باب افعال کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ کم از کم چھ بیان کیجیے!

(۲) تعدیہ و تصییر کی تعریف مثال اور ان کے مابین نسبت بیان کیجیے!

(۳) مجرد سے متعدی بیک مفعول کی کوئی مثال دیجیے!

(۴) تعریض کا مفہوم کیا ہے مثال سے وضاحت مطلوب ہے!

(۵) فَهِمَ الکتاب سے اَفْهم الکتاب کس قسم میں داخل ہے؟

(۶) اَرْهنت الدار میں نے رہن کے لیے گھر دیا نسل رِيْشَ الحَمامَةِ (اس نے کبوتر کا پر ادھیڑا) اور اَنْسَلَ رِيشُها اس کا پر اکھڑ گیا، میں کون سی خاصیت ہے؟

پندرہواں سبق

(۸) بلوغ: پہنچنا، فاعل کا ماخذِ زمانی یا مکانی یا عددی میں پہنچنا:

(الف) ماخذِ زمانی میں پہنچنا، جیسے: اَصْبَحَ حامدٌ، ماخذ "صُبح" ہے (حامد صبح کے وقت کو پہنچا یعنی اس پر صبح ہوئی)۔

(ب) ماخذ مکانی میں پہنچنا، جیسے: اَنْجَدَ (وہ مقامِ نجد پہنچا) ماخذ "نجد" ہے۔[۱]

(ج) ماخذِ عددی میں پہنچنا، جیسے: اَعْشَرَ الطلابُ (طلبہ کی تعداد دس کو پہنچ گئی) ماخذ "عَشرة" ہے، اَتْسَعَ (نو ہوا) آلَفَ (ایک ہزار ہوا)۔

(۹) صیرورت: اصطلاح میں: فاعل کا مادہ وماخذ والا ہونا یا مادہ وماخذ سے متصف چیز والا ہونا، یا ماخذ میں کسی چیز والا ہونا۔

(الف) فاعل کا اصل مادہ والا ہونا، جیسے: اَلْبَنَتِ الناقةُ، مادہ "لَبَن" بمعنی

---

[۱] شہر کا نام اَجْبَلَ وہ پہاڑ پر پہنچا، ماخذ "جَبَلٌ" بمعنی پہاڑ ہے، اَعْرَقَ ساجدٌ ساجد عراق پہنچا۔ اَمْصَرَ، مصر میں داخل ہوا اَشْأَمَ، ملک شام میں داخل ہوا، اَتْهَمَ، تہامہ آیا، اَبْحَرَ، بحرین آیا، اَيْمَنَ، یمن آیا، اَحرم، حرم میں داخل ہوا۔

دودھ ہے (اونٹنی دودھ والی ہوگئی) [۱]

(ب) فاعل کا مادہ وماخذ سے متصف چیز والا ہونا، مثلاً: اَجْرَبَ الرجل مادہ "جَرَبٌ" بمعنی خارش ہے (مرد خارشی اونٹ والا ہوا)۔

(ج) فاعل کا ماخذ میں کسی چیز والا ہونا جیسے: اَخْرَفَتِ الشاۃُ ماخذ "خریفٌ" بمعنی موسم ہے (بکری موسم خریف میں بچے والی ہوئی)۔

(۱۰) لیاقت: لائق ہونا، اصطلاح میں: فاعل کا معنی مصدری وماخذ کے لائق و مستحق ہونا، مثلاً: اَلَامَ الفرعُ، (قوم کا سردار قابلِ ملامت ہوا)۔ [۲]

(۱۱) حینونت: وقت ہونا، اصطلاح میں: فاعل کا ایسے وقت میں داخل ہونا جو مستحق ولائق ہو کہ فعل اس میں واقع ہو، یا فاعل پر ماخذ کا وقت آجانا، مثلاً: اَحْصَدَ الزرعُ (کھیتی کاٹنے کے وقت کو پہنچ گئی) [۳]

ماخذ "حَصَاد" بمعنی کھیتی کاٹنے کا وقت ہے۔

(۱۲) مبالغہ: زیادہ کرنا، فاعل میں اصل مادے وماخذ کا زیادہ ہونا، خواہ مقدار میں ہو یا کیفیت میں۔

(الف) مبالغہ فی الکم: اَثْمَرَ النخلُ (درختِ خرما میں بہت زیادہ کھجور آئے)

---

[۱] یعنی اس کی پستان میں دودھ بہت زیادہ ہوا، اَلْبَنَ الرجلُ مذکر کی مثال درست نہیں ہے؛ کیوں کہ اس کے معنی ہیں پستان میں زیادہ دودھ آیا؛ لہٰذا مذکر کی مثال مناسب نہیں ہے، ہاں یہ ترجمہ کیا جا سکتا ہے کہ: مرد بہت سے ایسے جانور والا ہوا جو زیادہ دودھ دینے والے ہیں، اس صورت میں صیرورت کی پہلی قسم نہ ہوگی بلکہ دوسری قسم ہوگی، اس لیے مؤنث کی مثال دی گئی ہے، فصولِ اکبری میں اَلْبَنَ کی مثال ہے اس سے اَلْبَنت زیادہ مناسب مثال ہے (نوادر الوصول، ص: ۹۴) بعض عرب کی نئی کتابوں میں اَلْبَنَ الرَّجُلُ ای صار ذالبنٍ کی مثال مذکور ہے، الصرف التعليمي: ۸۹، صیرورت ہی سے قریب تر ہے "فاعل کا ماخذ سے متصف ہونا" کی خاصیت، جیسے: اَظْلَمَ اللَّیلُ (رات تاریک ہوگئی) اَقْمَرَ اللَّیلُ (چاندنی رات ہوئی) اشرق النهار، اکثر او اقل الشي۔ [۲] اَلَامُ اصل میں اَلْوَمُ تھا واؤ کی حرکت ماقبل کو دے کر یُقَالُ کے قاعدے سے الف سے بدلا، اَزْوَجَت هندٌ (ہندہ شادی کے لائق ہوگئی)۔ ماخذ "زواج" ہے بمعنی شادی اَشْوَی اللَّحمُ (گوشت بھوننے کے لائق ہوگیا) [۳] اَجَدَ النخلُ کھجور توڑنے کا وقت آگیا ماخذ جَدَاد بمعنی کھجور توڑنے کا وقت ہے اَقْطَعَ الثمرُ پھل توڑنے کا وقت آگیا، ماخذ "قِطَاع" ہے اسی طرح اَصْبَحَ زیدٌ زید پر صبح ہوگئی، اَوْلَدَتْ جننے کا وقت قریب ہوا، اَمسیٰ، اَفْجَرَ، اَظْهَرَ، اَثْمَرَ.

ماخذ "تَمْرٌ" بمعنی کھجور ہے[1]

(ب) مبالغہ فی الکیف: کیفیت کی زیادتی، جیسے: اَسْفَرَ الصبحُ (صبح بہت زیادہ روشن ہوگئی) ماخذ "سفر" بمعنی روشنی ہے۔

سولہواں سبق

(۱۳) ابتداء: لغت میں: شروع کرنا، اصطلاح میں مزید فیہ کے کسی باب کا ایسے طور پر آنا کہ وہ ثلاثی مجرد میں آیا ہی نہ ہو، آیا ہو تو اس مزید فیہ کے معنی میں نہ ہو، مثلاً: اَرْقَلَ (اس نے جلدی کی) رَقَلَ مجرد سے آتا ہی نہیں اَقْسَمَ (اس نے قسم کھائی) مجرد میں قَسَمَ (اس نے اندازہ لگایا) دوسرے معنی میں ہے[2]

(۱۴) موافقت[3] ایک دوسرے کے مطابق و موافق ہونا، اصطلاح میں: کسی باب کا کبھی دوسرے باب کے کسی معنی میں متفق اور اس کے ہم معنی ہونا، باب افعال چار بابوں کے موافق ہوتا ہے۔

(الف) ثلاثی مجرد[4] کے، مثلاً: دَجیٰ اللیلُ وَاَدْجیٰ اللیل، رات تاریک ہوگئی۔[5]

(ب) تفعیل کے، جیسے: اَکْفَرْتُہٗ و کفَّرْتُہ (میں نے اس کو کفر کی طرف منسوب کیا یعنی کافر کہا) حدیث شریف میں ہے: من کَفَّرَ اخَاہ فقد بَاءَ بہ احدُھما (جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اس کا وبال ان دو میں سے کسی ایک پر ہوگا)[6]

(ج) تفعل کے، جیسے: اَخْبَیْتُہٗ و تَخَبَّیْتُہٗ (میں نے اس کو خیمہ بنایا)۔

(د) تفعل کے، جیسے: اَعْظَمْتُہٗ اِسْتَعْظَمْتُہٗ (میں نے اس کو بڑا سمجھا)۔

---

[1] اَثْمَرَ الشَّجَرُ (درخت میں پھل زیادہ آئے) ماخذ ثمر بمعنی پھل ہے اَشْجَرَ المَکانُ (کسی جگہ درخت زیادہ ہوئے) آسَدَ (شیر زیادہ ہوئے) اَعَالَ الرَّجُلُ (آدمی کے اہل وعیال زیادہ ہوئے) اَظْبَا (ہرن زیادہ ہوئے) اَظَبَّ (گوہ زیادہ ہوئے) الصرف التعلیمی، ص:۹۱، [2] اَشْفَقَ وہ ڈرا مجرد میں شَفِقَ (مہربانی کی) دوسرے معنی میں ہے۔ [3] بقول جرجانی موافقت کی دو قسمیں ہیں: دونوں بابوں کے معنی میں مکمل موافقت ہو، جیسے: قلتُہ و اَقلتُہ میں نے بیع توڑ دی اور فسخ کردی (۲) بعض معنی میں موافقت: جیسے: صَحَا السَکرَانُ (مدہوش کا نشہ اتر گیا) اَصْحَتِ السماءُ آسمان بے غبار ہوگیا، پہلے میں صفائی اور انکشاف کم ہے بمقابلے دوسرے کے۔ [4] خواہ کسی بھی باب سے ہو (نوادر، ص:۹۵) [5] رَشَحَ الاِنَاءُ وَاَرْشَحَ برتن ٹپکا، سَریٰ واَسْریٰ (رات میں چلا) اسی سے قرآن میں ہے "سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْریٰ" اسراء، [6] مسند ابو عوانہ ج:۱/ ۲۲، بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث النبوی از محمد سعید ابن بسیونی زغلول۔

(۱۵) مُطَاوَعت: لغت میں: انقیاد، بات ماننا، اثر قبول کرنا، اصطلاح میں: فعل متعدی کے بعد کسی فعل کا ذکر کرنا، خواہ لازم ہو یا متعدی جو بتائے کہ فعل اوّل کے مفعول بہ نے اپنے فاعل کا اثر قبول کرلیا ہے یا نہیں [1]

دوسرا فعل کبھی لازم ہوتا ہے، جیسے: کَسَرْتُ الإِنَاءَ فَانْكَسَرَ (میں نے برتن توڑا تو برتن ٹوٹ گیا)۔

دوسرا فعل کبھی متعدی ہوتا ہے، جیسے: عَلَّمْتُ مَاجِداً الفِقْهَ فَتَعَلَّمَه (میں نے ماجد کو فقہ کی تعلیم دی تو اس نے فقہ سیکھ لیا)۔

باب افعال دو بابوں کی مطاوعت کرتا ہے:

(۱) مجرد کی، جیسے: كَبَبْتُه فَأَكَبَّ [2] میں نے اس کو اوندھا کیا تو اوندھا ہو گیا۔

(۲) باب تفعیل کی مطاوعت، جیسے: بَشَّرْتُه فَأَبْشَرَ میں نے اس کو خوش خبری دی تو وہ خوش ہو گیا۔ فائدہ: تمکین (قدرت دینا) اور اعانت کے لیے بھی آتا ہے، جیسے: أَحْلَبْتُ زَيْداً (میں نے دودھ دوہنے میں زید کی مدد کی)۔

تمرین

(۱) أَوْلَدَتْ: بچہ جننے کا وقت قریب ہوا اس میں کونسی خاصیت ہے؟

(۲) مبالغہ کی تعریف؟ أَثْمَر النخلُ میں کونسی خاصیت ہے؟

---

[1] فائدہ: --دو مفعول ہوں تو مفعولِ اوّل اثر قبول کرے گا، جیسے: عَلَّمْتُه الفقه فَتَعَلَّمَهُ میں نے اس کو فقہ کی تعلیم دی تو اس نے فقہ سیکھ لیا، بقول ابو حیانؒ حقیقتاً مطاوعت ایسی چیزوں میں ہوتی ہے، جہاں فعل کا حواسِ ظاہرہ سے ادراک کیا جاسکے، جیسے: صَرَفْتُه فانصرف (میں نے اس کو لوٹایا تو وہ لوٹ گیا) لہذا عَرَّفْتُه فَتَعَرَّفَ کہنا صحیح نہ ہوگا۔ فائدہ: پہلے لفظ کو مطاوِع بالکسر (اثر ڈالنے والا) دوسرے کو مطاوَع بالفتح (اثر قبول کرنے والا) کہتے ہیں، مطاوَع کبھی مخالف لفظ سے آتا ہے، جیسے: طَرَدْتُهُ فَذَهَبَ میں نے اس کو دھتکارا تو وہ چلا گیا، کبھی دونوں ایک ہی باب سے ہوتے ہیں، مثلاً: جَبَرْتُه فَجَبَرَ اس نے ٹوٹی ہڈی درست کی تو ہڈی درست ہوگئی۔ [2] مجرد کی مطاوعت کے لیے باب افعال کا آنا نہایت ضعیف ہے، (اور اَكَبَّ تو مطاوعت کے لیے آتا ہی نہیں تفصیل کے لیے نوادر، ص: ۹۷، اور رضی دیکھیے)۔

(۳) اقطع واَثْمَرَ کے معنی بتائیے!

(۴) حینونت کی تعریف کیجیے!

(۵) باب افعال کتنے بابوں کے موافق ہوتا ہے؟
تفعل کے موافق ہونے کی مثال کیا ہے؟

(۶) مطاوعت کی تعریف مع مثال بیان کیجیے!

(۷) اَخْرَجْتُ زیداً میں کون کونسی خاصیت ہے؟

(۸) اَقْتَلْتُه کا باعتبار تعریض کیا ترجمہ ہوگا؟

(۹) اعطاء ماخذ کی قسمیں مع مثال مطلوب ہیں!

(۱۰) اَحْفَرتُ زیداً نهراً (میں نے زید سے نہر کھدوائی)
اور اَطْفَلَتْ سلمیٰ (سلمیٰ بچے والی ہوگئی) میں کیا خاصیت ہے؟
اَثْمَرَ الشَّجَرُ (درخت پھل دار ہوگیا) اَزْهَرَ الرَّوْضُ (چمن پھول دار ہوگیا) اَقْطَحَتِ الْاَرْضُ (زمین قحط زدہ ہوئی) اَفْلَسَ۔ اَوْرَقَ (پتے دار ہوا) میں کیا خاصیتیں ہیں؟

سترہواں سبق

خاصیت بابِ تفعیل

اس باب کی تیرہ خاصیتیں ہیں:

(۱) تعدیه (۲) تصییر (۳) سلب ماخذ (۴) صیرورت (۵) بلوغ (۶) مبالغه یاتکثیر (۷) نسبت بماخذو تسمیه (۸) الباسِ ماخذ (۹) تخلیط و تطلیه (۱۰) تحویل (۱۱) قصر (۱۲) موافقت (۱۳) ابتدا۔

(۱) تعدیه (۲) تصییر (تعریف ص ۱۲، پر گذر چکی ہے) یعنی مجردِ لازم کو عینِ تفعیل کے ذریعہ متعدی کرنا، اور متعدی کو مزید متعدی بنانا۔

(الف) لازم سے متعدی، جیسے: نَزَلَ الکتابُ (کتاب اتری) سے نَزَّلَ اللّٰهُ الکتابَ (اللہ نے کتاب اتاری)۔

(ب) متعدی بیک مفعول سے متعدی بدو مفعول [1]

جیسے: ذَكَرَه (اس نے اس کو یاد کیا) ذَكَّرْتُ ماجداً قِصَّتَه (میں نے ماجد کو اس کی کہانی یاد دلائی)۔

(۲) تصییر: فاعل کا مفعول کو ماخذ والا بنانا، جیسے: نَزَّلتُ الکتابَ (میں نے کتاب اتاری) تو کتاب اترنے والی ہو گئی [2]

وتَّرْتُ القوسَ، ماخذ "وَتر" بمعنی زِہ ہے (میں نے کمان زہ دار بنائی)۔

(۳) سلب: دور کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول سے ماخذ دور کرنا، جیسے: قَذِيَتْ عينُه (اس کی آنکھ میں تنکا پڑ گیا) سے قَذَّيْتُ عَيْنَه ماخذ "قَذي" بمعنی تنکا ہے (میں نے اس کی آنکھ سے تنکا دور کیا) [3]

مَرَّضْتُه (میں نے اس کی بیماری دور کی) ماخذ مرض بمعنی بیماری ہے اسی سے ہے مُمَرِّضَة (نرس، تیماردار) [4]

(۴) صیرورت: فاعل کا ماخذ والا ہونا، جیسے: نَوَّرَ الشَّجَرُ ماخذ "نَورٌ" بمعنی کلی ہے (درخت کلی اور شگوفہ دار ہو گیا)۔

---

[1] متعدی بدو مفعول سے متعدی بسہ مفعول اس باب سے نہیں آتا (نوادر، ص: ۹۸) [2] یہاں بھی بعض لفظوں میں تعدیہ و تصییر دونوں پائے جاتے ہیں، جیسے: نَزَّلتُ الکتاب (ب) صرف تعدیہ ہو جیسے: فَسَّقْتُه (میں نے اس کو فاسق کہا) اس میں تصییر نہیں ہے؛ کیوں کہ تصییر کی صورت میں مطلب ہوگا کہ: میں نے اس کو فسق والا کر دیا، یعنی فاسق بنایا جو غلط ہوگا، اس میں خاصہ نسبت بماخذ بھی ہے عَدَلَ وعَدَّلَ (اس نے سیدھا کیا) أثّمه اس نے اس کو گناہ کی طرف منسوب کیا "اِثم" ماخذ بمعنی گناہ ہے، صرف تصییر ہو، جیسے: فَحَّى القدرَ اس نے دیگچی کو مسالہ والی بنادیا، اس میں تعدیہ نہیں، کیوں کہ ثلاثی مجرد میں یہ باب ہے ہی نہیں ہے ضَوَّأَ الأضواءَ (اس نے لائٹ روشن کر دی) سُبْحٰنَ الَّذِىْ كَوَّفَ الْكُوْفَةَ (پاک ہے وہ ذات جس نے کوفہ کو، کوفہ بنایا) وَبَصَّرَ الْبَصْرَةَ (بصرہ کو بصرہ بنایا) [3] سلب میں کبھی تو ماخذ مفعول کا جز ہوتا ہے، جیسے: قَشَّرْتُ الثمرَ میں نے پھل چھیلا، اس مثال میں ماخذ "چھلکا" مفعول یعنی ثمر کا جز ہے، پہلی مثال میں قذی (تنکا) مفعول یعنی عین کا جز نہیں، جَرَّبْتُ البعيرَ (میں نے اونٹ سے چچڑی دور کی) ماخذ "جَرَبٌ" بمعنی چچڑی ہے۔ جَلَّدْتُ البعیر (میں نے اونٹ کی کھال اتاری)۔ [4] قَشَّرْتُ الثَّمَرَ (میں نے پھل چھیلا) ماخذ "قِشْرٌ" بمعنی چھلکا ہے۔

(۵) بلوغ: فاعل کا ماخذِ زمانی یا مکانی میں پہنچنا (الف) صَبَّحَ ماخذ "صبح" ہے (صبح کے وقت کو پہنچا) (ب) خَیَّمَ ماخذ "خیمہ" ہے (وہ خیمہ میں پہنچا)[1]

(۶) مبالغہ: اس کو تکثیر بھی کہتے ہیں، کسی چیز کا کسی چیز میں بکثرت پایا جانا، یہ خاصہ اس باب میں بکثرت پایا جاتا ہے اس کی تین صورتیں ہیں:

(الف) اصل فعل میں زیادتی، جیسے[2] صَرَّحَ (خوب خوب واضح ہوا، یا واضح کیا)۔

(ب) مبالغہ در فاعل، جیسے: مَوَّتَتِ الإبِلُ (بہت زیادہ اونٹ مرے)۔ ماخذ "موت" ہے، فاعل اِبِلٌ ہے گویا فاعل بکثرت پایا گیا[3]

(ج) مبالغہ در مفعول، جیسے: قَطَّعْتُ الثِّیَابَ ماخذ "قطع" ہے (میں نے بہت سارے کپڑے کاٹے) یہاں مبالغہ ثیاب یعنی مفعول میں ہے[4]

(۷) نسبت بماخذ: اس کا دوسرا نام تسمیہ ہے، منسوب کرنا، فاعل کا مفعول کی طرف ماخذ و معنی مصدری منسوب کرنا، مثلاً: فَسَّقْتُهُ (میں نے اس کو فاسق کہا) ماخذ "فِسق" بمعنی معصیت کرنا ہے حدیث میں ہے: من کفر اخاہ فقد باء بہ احد ھما[5]

تمرین

(۱) مبالغہ کی تینوں قسموں کو مثال سے واضح کیجیے!

(۲) سلب کی کتنی قسمیں ہیں؟

---

[1] عَمَّقَ ماخذ "عمق" ہے (وہ گہرائی میں پہنچا) مَسَّیٰ (وہ شام آیا) [2] یہی اس باب کی اصل ہے، جَوَّلَ (بہت زیادہ گھوما) حَمَّدَ (بہت زیادہ قابلِ تعریف ہوا) اسی سے "محمد" ہے طَوَّفَ، مبالغہ نفسِ فعل میں ہے، عَذَّرَ (اس نے بہت زیادہ معذرت کی)۔ [3] فَوَّزَ النَّبْتُ (نباتات بکثرت ہوئے)۔ [4] غَلَّقَ الابوابَ (اس نے بہت سے دروازے بند کیے) رَضَّضَ الشيء (اس نے بہت زیادہ کاٹا) مبالغہ فاعل و مفعول میں ہو گا تو بدیہی طور پر نفسِ فعل میں بھی مبالغہ ہو گا، جیسے بہت سے اونٹ مرے تو موت بھی بکثرت واقع ہوئی، برخلاف نفسِ فعل میں مبالغہ ہو تو اس وقت فاعل و مفعول میں مبالغہ نہیں ہوتا ہے، جیسے: عَذَّرَ التلمیذُ (طالب علم نے بہت زیادہ معذرت کی) تو معذرت میں مبالغہ ہے فاعل میں نہیں۔ اسی سے قرآن میں ہے: فجّرنا الارض عیونا، قمر: ۱۲۔ [5] مسند ابو عوانہ: ۱/ ۲۲، بحوالہ موسوعہ، ۴/ ۵۲۹، اَثَّمْتُهُ (میں نے اس کی طرف گناہ منسوب کیا (یعنی گنہ گار کہا) کَفَّرْتُهُ (میں نے اس کو کافر کہا) کہا جاتا ہے: لاتکفّروا اھل قبلتکم اہل قبلہ کو کافر مت کہو (نوادر، ص: ۹۹)۔

(۳) باب تفعیل کی کم از کم پانچ خاصیتیں بیان کیجیے!

(۴) خَیَّمَ کا ترجمہ کیجیے! اور بتائیے کہ اس میں کیا خاصیت ہے؟

(۵) باب تفعیل کی خاصیت تصییر کی وضاحت مطلوب ہے!

(٦) مبالغہ در مفعول کی مثال دیجیے!

اٹھارھواں سبق

(۸) البـاسِ مـاخـذ: ماخذ پہنانا، فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ پہنانا: جَلَّلْتُ الْفَرسَ (میں نے گھوڑے کو جھول پہنائی) ماخذ "جُلٌّ" بمعنی جھول ہے۔

(۹) تخلیط کو تطلیہ بھی کہتے ہیں "ملانا" اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ و ماخذ سے ملمع کرنا، لیپنا (پانی چڑھانا) مثلاً: ذَهَّبْتُ السیفَ میں نے تلوار کو (سونے کا پانی چڑھاکر) سنہرا بنایا، ماخذ "ذَهَبٌ" بمعنی سونا ہے[1]

فائدہ: اس معنی میں فعل جوامد ہی سے بنایا جاتا ہے۔

(۱۰) تحویل: لغت میں: پھیرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ و ماخذ کی طرف پھیرنا یا اس جیسا کر دینا۔

(الف) مفعول کو اصل ماخذ کر دینا، جیسے: نَصَّرْتُ ماجداً (میں نے ماجد کو نصرانی بنادیا) ماخذ "نصرانی" ہے[2]

(ب) ماخذ کی طرح کر دینا، جیسے: خَيَّمْتُ الرِدَاء (میں نے چادر تان کر خیمہ کی

---

[1] یہ خاصیت الباس سے قریب تر ہے۔ [2] اس میں خاصیتِ تصییر بھی ہے، حدیث شریف میں ہے: عن ابی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: کل مولودٍ یولَدُ علی الفطرة فابواه یُهَوِّدَانِه او یُنَصِّرَانِه او یُمَجِّسَانِه، رقم الحدیث: ۱۳۶۹، بخاری ج:۱، ص:۱۸۵) ایک جگہ ہے: حتی تکونوا انتم تُجَدِّعُوْنَها رقم الحدیث: ۶۳۴۷، بخاری ص: ۹۷۶/۲ ان افعال میں خاصیتِ تحویل ہے تُجَدِّعُوْنَهَا: (تم اس کو نک کٹا بنادیتے ہو)۔

طرح بنایا) ماخذ "خیمہ" ہے۔

(۱۱) قصر: مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا، جیسے: قَرَأَ لاَ اِلٰہ الا اللّٰہ، سے ھَلَّلَ فعل مشتق کر لیا گیا (اس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا)۔ قصر عام طور پر اسی باب تفعیل سے ہوتا ہے، جیسے: سَبَّحَ: (سبحان اللہ کہا) حَمَّدَ: (الحمد للہ کہا)[۱]

(۱۲) موافقت: باب تفعیل کا فَعَلَ (ثلاثی مجرد) اَفْعَلَ (باب افعال) اور تفعَّلَ کے کسی معنی میں کبھی موافق ہونا۔

(الف) ثلاثی مجرد کی موافقت، جیسے: تَمَرْتُہ و تَمَّرْتُہ (میں نے اس کو کھجور دی)[۲]

(ب) باب افعال کی موافقت، جیسے: اَمْھَلْتُ ماجداً یعنی مَھَّلْتُہ (میں نے ماجد کو مہلت دی) تَمَّرَ و اَتْمَرَ (کھجور خشک ہوگئی)[۳]

(ج) تفعل کی موافقت، جیسے: تَرَّسَ و تَتَرَّسَ (ڈھال سے اپنی حفاظت کی)[۴]

(۱۳) ابتدا: مزید فیہ کے کسی باب کا ایسے طور پر آنا کہ وہ مجرد میں آیا ہی نہ ہو، آیا ہو تو اس معنی میں نہ ہو۔

(الف) مجرد میں آیا ہی نہ ہو، جیسے: لَقَّبْتُ زیداً (میں نے زید کو لقب دیا) مجرد میں آیا ہی نہیں ہے۔

---

[۱] اسی کو خاصیت دعا سے بھی تعبیر کرتے ہیں، مثلاً: حَیَّا یُحَیِّيْ اس نے حَیَّاكَ اللّٰہ کہا، (اللہ تمہیں زندگی دے) سَقَّا اس نے سَقَاكَ اللّٰہ کہا (اللہ تمہیں سیراب کرے) کَبَّرَ، ھَلَّلَ، اَمَّنَ [۲] اس میں اعطاء ماخذ بھی ہے صَرَفَ و صَرَّفَ اس نے پھیرا عَجَلَ و عَجَّلَ اس نے جلدی کی نَشَفَ و نَشَّفَ صاف کیا۔ [۳] اس میں خاصیت حینونت بھی ہے، فَکَّرَ و اَفْکَرَ اس نے سوچا تعلیق الفرائد میں ہشام نحوی فرماتے ہیں کہ: افعال تفعیل کے معنی میں میری نگاہ میں صرف دو جگہ مستعمل ہے، فَمَھِّلِ الکافِرِیْن اَیْ اَمْھِلْھُم اومن لایُکْرِم لایُکْرَمْ (مؤلد المیدانی ج: ۲/ ص [illegible]) بحوالہ موسوعہ ضرب الامثال از دکتور امیل بدیع یعقوب ج: ۵، ص: ۵۶۷۔ فراء فرماتے ہیں کہ: تَرَّبْتُ الکتاب ای اَتْرَبْتُہ میں نے خط پر مٹی ڈالی بھی ہے اس میں خاصیت تخلیط بھی ہے۔ [۴] اس میں خاصیت تعمل بھی ہے۔

(ب) اس معنی میں نہ ہو، جیسے: جَرَّبتُہ میں نے اس کو آزمایا، جَرِبَ مجرد میں خارش والا ہوا، دوسرے معنی میں ہے۔

اس باب کی مندرجہ ذیل تین خاصیتیں بھی ہیں

(۱۴) تَشبُّہ بماخذ: ماخذ کے مثل ہونا فاعل کا ماخذ ومادہ کے مثل ہونا، جیسے: قَوَّسَ مسعودٌ (مسعود جھکاؤ میں کمان کی طرح ہوگیا)[1]

(۱۵) توجُّہ إلی الشيء: فاعل کا ماخذ کی طرف متوجہ ہونا، جیسے: شَرَّقتُ اوغَرَّبتُ (میں مشرق یا مغرب کی طرف متوجہ ہوا) کَوَّفَ (کوفہ کی طرف متوجہ ہوا) فَوَّزَ (مفازہ یعنی جنگل کی طرف چلا) غَوَّرَ (غور کی طرف چلا)۔

(۱۶) تقبل الشيء: فاعل کا ماخذ کو قبول کرنا، جیسے: شَفَّعتُ اَبَا سعیدٍ (میں نے ابوسعید کی سفارش قبول کی)[2]

تمرین

(۱) تحویل کی تعریف کیجیے! هَوَّدَ یُهَوِّدُ میں تحویل کس طرح ہے؟

(۲) کبَّر میں کونسی خاصیت ہے؟

(۳) تخلیط وتطلیہ کی تعریف مع مثال بیان کیجیے!

(۴) فَسَّقتُہ، جَلَّلتُها اور لاتُکفِّر اهل القبلة کا ترجمہ کیجیے!

(۵) صَبَّحَ اس نے صَبَّحك الله بخیر کہا، میں کیا خاصیت ہے؟

(۶) جدَّعَ الله لك خدا تجھ کو عیب دار کرے میں کیا خاصیت ہے؟

(۷) باب تفعیل کن ابواب کے ہم معنی ہوتا ہے؟

(۸) ابتدا کی تعریف اور قسمیں بیان کیجیے!

(۹) شَرَّقت اور ''تَرَّسَ'' کا ترجمہ کیجیے!

---

[1] حَجَّرَ الطینُ ٹھوس پن میں مٹی پتھر کی طرح ہوگئی (شذا العرف، ص: ۴۳) [2] تینوں مثالیں شیخ حملاوی مصری نے شذا العرف میں بیان کی ہیں، ص: ۴۳۔

انیسواں سبق

خاصیت باب تفعل

اس باب کی گیارہ خاصیتیں ہیں جو یہ ہیں:

(۱) مطاوعت فَعّل (۲) تکلف (۳) تجنب (۴) لُبْسِ ماخذ (۵) تعمّل (۶) اتخاذ (۷) تدریج (۸) تحول (۹) صیرورت (۱۰) موافقت (۱۱) ابتدا۔

(۱) مطاوعت: فعل متعدی کے بعد کسی فعل کو ذکر کرنا خواہ لازم ہو یا متعدی جو بتائے کہ فعلِ اول کے مفعول بہ نے فاعل کا اثر قبول کرلیا ہے یا نہیں، باب تفعل کے باب تفعیل کی مطاوعت کے لیے آنے کی خاصیت اس باب میں بکثرت پائی جاتی ہے، اس کی دو صورتیں ہیں:

(الف) فاعل کا اثر مفعول سے کبھی جدا نہ ہوسکے، مثلاً: قَطَّعْتُ الرداء فَتَقَطَّعَ (میں نے چادر کو پارہ پارہ کیا تو وہ پارہ پارہ ہوگئی)[۱]

(ب) مفعول سے اثر جدا ہوسکتا ہو، مثلاً اَدَّبْتُ ثَوْبَانَ فَتَادَّبَ (میں نے ثوبان کو ادب دیا تو وہ باادب ہوگیا) مفعول ثوبان سے فاعل کا اثر یعنی ادب جدا ہوسکتا ہے[۲]

(۲) تکلف: لغت میں: دکھلاوے کے طور پر کرنا، بناوٹ، اصطلاح میں: فاعل کا خود کو ماخذ ومادہ کی طرف منسوب ہونے کو، ظاہر کرنا اور ماخذ کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا[۳]

---

[۱] مفعول رداء (چادر) سے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا اثر ختم نہیں ہوسکتا۔ [۲] حَوَّلْتُهٗ فَتَحَوَّلَ میں نے اس کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیرا تو وہ پھر گیا، نَبَّهْتُهٗ فَتَنَبَّهَ میں نے اس کو ہوشیار کیا تو ہوشیار ہوگیا۔

[۳] فائدہ: تکلف میں بالفعل فاعل میں ماخذ کا حصول نہیں ہوتا بلکہ محض ظاہر کیا جاتا ہے، خواہ اس کا حصول ممکن ہو، جیسے تَشَجَّعَ (اس نے بہادری ظاہر کی) یا حصول ممکن نہ ہو، جیسے تَکَوَّفَ وہ تکلف کوفی بنا۔

(الف) ماخذ کی طرف منسوب ہونے میں بناوٹ کرنا، جیسے: تَکَوَّفَ[۱] (خود کو کوفی بتایا، یا کوفیوں جیسی شکل وصورت بنائی) ماخذ "کوفہ" ہے۔

(ب) ماخذ حاصل کرنے میں کوشش کرنا، جیسے: تَصَبَّرَ اس نے بتکلف صبر کیا[۲]

(۳) تجنب: احتراز کرنا، بچنا، فاعل کا ماخذ ومادہ سے پرہیز کرنا اور باز رہنا، جیسے: تَحَوَّبَ ماخذ "حُوب" بمعنی گناہ ہے (اس نے گناہ سے احتراز کیا)۔

(۴) لُبسِ ماخذ: فاعل کا مادہ وماخذ پہننا، مثلاً: تَخَتَّمَ ماخذ "خَاتَم" بمعنی انگوٹھی ہے (اس نے انگوٹھی پہنی)[۳]

(۵) تعمل: فاعل کا مادہ وماخذ کو اس کام میں لانا جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے، اس کی تین صورتیں ہیں: (الف) ماخذ فاعل سے اس طرح مل جائے کہ، پیوست ہو جائے جدا نہ ہو سکے، مثلا: تَدَهَّنَ (اس نے بدن پر تیل ملا) ماخذ "دُهن" بمعنی تیل ہے۔

(ب) ماخذ فاعل سے بالکل متصل نہ ہو یعنی پیوست نہ ہو بلکہ قریب ہو، مثلاً: تَتَرَّسَ نبیلٌ (نبیل نے ڈھال سے اپنے آپ کو بچایا) ماخذ "تَرس" بمعنی ڈھال ہے[۴]

(ج) ماخذ فاعل سے بالکل متصل اور ملا ہوا ہو لیکن سرایت کیے ہوئے نہ ہو، جیسے: تَخَتَّمَ (اس نے انگوٹھی پہنی)[۵]

---

[۱] صاحب فصول اکبری نے اس کے بجائے تَجَوَّعَ کی مثال پیش کی ہے، یعنی خود کو بھوکا رکھا، یہ تکلف کی مثال میں زیادہ مناسب نہیں، کیوں کہ تکلف میں بالفعل حصولِ ماخذ نہیں ہوتا؛ بلکہ محض ظاہرداری ہوتی ہے لیکن یہاں یہ ممکن ہے کہ واقعی وہ بھوکا ہو؛ البتہ شکم سیری کے باوجود اپنے کو بھوکا ظاہر کرے تو یہ مثال درست ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب فصول اکبری نے شرح اصول اکبری میں اس مثال سے گریز کیا ہے، (نوادر: ص، ۱۰۰، مخطوطہ اصول اکبری، ۵۴ دیکھیے!) [۲] تَحَلَّمَ عُمیرٌ عمیر نے بتکلف بردباری کی۔ [۳] اس میں خاصیتِ تعمل بھی ہے۔ [۴] ڈھال نے اپنے آپ کو بچاتے وقت ماخذ فاعل کے قریب رہتا ہے؛ لیکن جدا ہوتا ہے۔ [۵] تَخَيَّمَ اس نے خیمہ کھڑا کیا خیمہ سر سے لگا ہوا ہو تو فاعل سے متصل ومقارن تو نظر آتا ہے لیکن پیوست نہیں ہوتا۔

بیسواں سبق

بقیہ خاصیات:

(٦) اتخاذ ماخذ: لغت میں: بنانا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ بنانا، یا ماخذ کو اختیار کرنا، یا فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، یا ماخذ میں لینا، گویا چار صورتیں ہیں:

(الف) فاعل کا اصل ماخذ و مادہ بنانا، مثلاً: تَخَبَّيْتُ[1] (میں نے خیمہ بنایا ماخذ "خِبَاء" بمعنی خیمہ ہے۔

(ب) فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، مثلاً: تَحَرَّزَ[2] حميدٌ من المعصية (حمید نے گناہ سے پناہ لی) ماخذ "حِرْز" بمعنی "پناہ" ہے۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ بنانا، جیسے: تَوَسَّدَ رشيدٌ الحَجَرَ (رشید نے پتھر کو تکیہ بنایا) ماخذ "وِسَادة" بمعنی تکیہ[3] ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "لاتَوَسَّدُوا القرآنَ (قرآن کو تکیہ مت بناؤ)[4]

---

[1] فاعل متکلم نے ماخذ خیمہ بنایا، فائدہ: فصولِ اکبری کے مشہور شارح علامہ محمد سعد اللہ، صاحبِ نوادر الوصول نے صاحبِ فصولِ اکبری کی چند تسامحات کی نشاندہی کی ہے، ان میں سے یہ مقام بھی ہے کہ انھوں نے پہلی قسم فاعل کا ماخذ "بنانا" کی مثال تَبَوَّبَ دی ہے ماخذ بابٌ بمعنی دروازہ ہے، یعنی فاعل نے دروازہ بنایا؛ لیکن کتب لغت سے اس کی تائید نہیں ہوتی؛ بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہے "اس نے دربان بنایا" ماخذ "بَوَّابٌ" ہے بمعنی "دربان" اس وقت اتخاذ کی تیسری قسم فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا کی مثال ہوگی نہ کہ پہلی قسم کی۔ تَدَيَّرْتُ الْمَكَانَ (میں نے کسی جگہ کو گھر بنایا) [2] فصولِ اکبری میں اس کی مثال "تَجَنَّبَ" دی گئی ہے (اس نے کنارہ کشی اور گوشہ اختیار کیا) ماخذ "جَنْبٌ" بمعنی "گوشہ" ہے یہ ترجمہ بھی کتب لغت کے مخالف ہے، صحیح ترجمہ ہے، وہ دور رہا؛ یہی وجہ ہے کہ صاحب فصول اکبری نے شرح اصول اکبری میں اس مثال سے احتراز کیا ہے اس لیے یہاں تَحَرَّزَ کی مثال دی گئی ہے تفصیل کے لیے دیکھیے۔ نوادر، ص: ١٠٢۔ [3] تَبَنَّيْتُ سليماً میں نے سلیم کو لے پالک بنایا (منھ بولا بیٹا) ماخذ "ابن" ہے۔ [4] عَنْ اَبِي عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيْ صاحبِ النبي ﷺ: لاتَوَسَّدُوا القرآن۔ التاریخ الکبیر للبخاري، جلد ثالث ٢، ص: ٨٤، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر، ج: ٤، ص: ٢٥١۔

(د) فاعل کا مفعول کو ماخذ میں پکڑنا یا لینا، جیسے: تَأَبَّطَ الشَّرَّ ماخذ اِبِطٌ بمعنی (بغل ہے، اس نے شر کو بغل میں لیا)[۱]

(۷) تدریج: ٹھہر ٹھہر کر کرنا، فاعل کا مفعول کو رفتہ رفتہ بار بار کرنا، اس کی دو قسمیں ہیں:

(الف) ایک دفع اس کا حصول ممکن ہو، جیسے: تَجَرَّعَ الْمَاءَ (اس نے گھونٹ گھونٹ پانی پیا) (ایک مرتبہ بھی پیا جا سکتا ہے)۔

(ب) ایک ہی دفعہ ممکن نہ ہو، مثلاً: تَحَفَّظَ القرآنَ (اس نے قرآن تھوڑا تھوڑا یاد کیا[۲]) یہاں عادۃً بیک دفعہ حصول ممکن نہیں۔

(۸) تَحَوُّلْ: لغت میں: پھرنا، اصطلاح میں: فاعل کا عینِ ماخذ یا مثلِ ماخذ ہو جانا، مثلاً: تَنَصَّرَ ماجدٌ (ماجد نصرانی ہو گیا) ماخذ "نصرانی" ہے[۳]

(ب) مثلِ ماخذ، تَبَحَّرَ کریمٌ (کریم علم و سخاوت میں سمندر کی طرح ہو گیا)[۴]

صیرورت[۵]: لغت میں: ہونا، فاعل کا ماخذ واصلِ فعل والا ہونا، مثلاً: تَمَوَّلَ ماخذ "مال" ہے (وہ مال دار ہو گیا)۔

(۱۰) موافقت: موافق و مطابق ہونا، کسی باب کا کبھی دوسرے باب کے کسی معنی میں کبھی متفق ہونا، بابِ تفعل عموماً چار بابوں کے موافق ہوتا ہے۔

---

۱ فاعل نے مفعول کو ماخذ یعنی بغل میں لیا، لقب ہے ثابت بن جحر کا؛ جنھوں نے سانپ سے لکڑیوں کو رسی کے طور پر باندھ کر لایا تھا۔ ۲ تَفَهَّمَ المسئلةَ: اس نے مسئلہ آہستہ آہستہ سمجھا، تَعَلَّمَ الصرفَ اس نے علم صرف رفتہ رفتہ سیکھا۔ ۳ تَجَدَّعَ الْحَيَوَانُ (جانور کان کٹا ہو گیا) ماخذ "جَدْع" ہے تَهَوَّدَ (وہ یہودی ہو گیا) تَمَجَّسَ (وہ مجوسی یعنی آتش پرست ہو گیا) تَيَمَّنَ ساجد (ساجد بابرکت ہو گیا)۔ ۴ یعنی فاعل ماخذ سمندر کی طرح ہوا۔ تَقَوَّسَ (وہ کمان کی طرح ہوا) ۵ تحول و صیرورت بظاہر ایک لگتے ہیں؛ البتہ دونوں میں فرق ہے، تحول میں فاعل نفسِ ماخذ ہو جاتا ہے، جیسے: تَنَصَّرَ نبیلٌ (نبیل نصرانی ہو گیا) ماخذ "نصراني" ہے یہاں فاعل نفسِ ماخذ ہو گیا ہے؛ اس کے برخلاف صیرورت میں فاعل ماخذ یا مثلِ ماخذ نہیں ہوتا؛ بلکہ ماخذ والا ہوتا ہے، جیسے: تَمَوَّلَ وہ مال دار ہو گیا۔ تَرَجَّلَ (پیادہ پا ہوا)۔

(۱) ثلاثی مجرد کی موافقت، جیسے: تَرَوَّحَ ورَاحَ (شام کے وقت آنا جانا)۔
(۲) اَفْعَلَ یعنی باب افعال کی موافقت، جیسے: تَهَجَّدَ اَهْجَدَ کے معنی میں ہے (اس نے نیند دور کی)۔
(۳) فَعَّلَ: یعنی باب تفعیل کی موافقت، جیسے: كَذَّبه (اس نے اس کی طرف کذب کی نسبت کی) [۱]
(۴) اِستفعل یعنی باب استفعال کا ہم معنی، جیسے: تَحَوَّجَ اِسْتَحْوَجَ کے معنی میں ہے (اس نے ضرورت طلب کی) حدیث شریف میں ہے [۲] مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآن فَلَيْسَ مِنَّا اَیْ لم يَسْتَغْنِ ولم يَطْلُبْ بـه الغِنٰى (جس نے قرآن کریم کو خوش لحنی سے نہیں پڑھا وہ ہم میں سے نہیں) [۳]
(۱۱) ابتـداء: مزید فیہ کے کسی باب کا ایسے طور پر آنا کہ وہ مجرد میں آیا ہی نہ ہو، یا اگر آیا ہو تو مزید فیہ کے معنی کے علاوہ معنی میں ہو۔ [۴]
(الف) تَشَمَّسَ (اس نے دھوپ کھائی) مجرد میں مستعمل ہی نہیں۔
(ب) تكَلَّم (اس نے گفتگو کی) مجرد میں كَلِمَ زخمی ہوا کے معنی میں ہے [۵]

تمرین

تَاَثَّمَ وہ گناہ سے بچا، تَهَجَّـدَ اس کی نیند اچاٹ ہوگئی میں کیا خاصیت ہے؟ (۲) لُبس ماخذ و تعمل کی کیا تعریف ہے؟ (۳) اتخاذ کی چاروں صورتوں کو بیان کیجیے! (۴) یہ باب کتنے ابواب کی موافقت کرتا ہے؟ (۵) تحول کی تعریف اور تَهَوَّدَ کا ترجمہ کیجیے! (٦) ابتداء

---

[۱] اس میں خاصۂ نسبت بھی ہے۔ [۲] عن اَبي لُبابَةَ اَنَّ النَّبيَّ ﷺ: قال: "من لم يَتَغَنَّ بالقران فليس منا، رواه ابوداوٗد رقم الحدیث: ۱۴۷۱ بخاری میں اس طرح کی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے ہے (ج ۱/ ۵۷) يَتَغَنّٰى بالقرآن قال: سفيان: تفسيره يستغنىَ بـه۔ [۳] لم يَتَغَنَّ باب تفعل سے ہے جو لم يستغنِ باب استفعال کے معنی میں ہے۔ [۴] خاصیتِ تعمل بھی ہے، [۵] تَصَدّیٰ در پے ہوا صَدِیَ مجرد میں پیاسا ہوا کے معنی میں ہے۔

کی دونوں قسموں کو بیان کیجیے! (۷) تَوَلّٰی وَوَلّٰی (اس نے روگردانی کی) میں کیا خاصیت ہے؟
(۸) باب تفعل کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ ان میں سے پانچ کی تعریف مطلوب ہے!

اکیسواں سبق

خاصیتِ بابِ مفاعلت

اس باب کی چھ خاصیتیں ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مُشارکت (۲) تعدیہ (۳) موافقت (۴) تصییر (۵) ابتدا (۶) مُوالات۔

(۱) مشارکت: لغت میں: باہم شریک ہونا، اصطلاح میں: فاعل اور مفعول کا کسی کام کو مل کر اس طرح انجام دینا کہ ان میں سے ہر ایک معنیً فاعل بھی ہو اور مفعول بھی؛ اگرچہ لفظاً ایک فاعل دوسرا مفعول ہوگا، جیسے: قَاتَلَ ساجدٌ سمیراً (ساجد نے سمیر سے قتال کیا)[1]

(۲) تعدیہ: تجاوز کرنا، اصطلاح میں: مجرد میں لازم ہو تو مزید فیہ میں متعدی کر دینا، متعدی ہو تو مزید فیہ میں متعدی بدو مفعول کر دینا، جیسے: کَرُمَ نجِیبٌ

---

[1] ایک نے دوسرے کو مارا پیٹا تو ہر ایک فاعل بھی ہے اور مفعول بھی۔ فائدہ: (الف) فاعل و مفعول ہر ایک واحد ہوں، جیسے: قَاتَلَ ساجدٌ ماجداً (ساجد نے ماجد سے قتال کیا) فاعل و مفعول ایک ایک ہیں۔ (ب) دونوں جانب متعدد اور کئی ہوں۔ جیسے: ضَارَبْنَاهُمْ (ہم نے ان سے مارپیٹ کی)۔ (ج) فاعل متعدد اور مفعول ایک ہوں، جیسے: ضَارَبْنَاهُ، یا اس کے برعکس ضَارَبْتُهُم. فائدہ: کبھی مشارکت سے ہٹ کر مفہوم فعل صرف ایک طرف سے پایا جاتا ہے، جیسے: یُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ (وہ اللہ کو دھوکا دیتے ہیں) عَاقَبْتُ اللِصَّ (میں نے چور کو سزا دی)۔ قَاتَلَ اللّٰهُ الظّالِمَ (اللہ نے ظالم کو قتل کیا)۔

(نجیب فیاض ہوا) سے کَارَمتُ نجیباً (میں نے نجیب کے پاس ہدیہ بھیجا تاکہ وہ بدلا دے)[1]

بیک مفعول سے بدومفعول، جیسے: اَکَلْتُ تفاحاً (میں نے سیب کھایا) سے آکَلْتُ حمیداً رُمّاناً (میں نے حمید کو انار کھلایا)۔

(۳) موافقت: باب مفاعلت چار بابوں کے موافق ہوتا ہے۔

(۱) مجرد کا ہم معنی[2] جیسے: سَافَرْتُ وسَفَرْتُ (میں نے سفر کیا)[3]

(۲) افعل کا ہم معنی، جیسے: بَاعَدتُهٗ اَبْعَدتُهٗ (میں نے اس کو دور کیا) شابَهَه واَشْبَهَه (وہ اس کے مشابہ ہوا)۔

(۳) فعّل کا ہم معنی ہوتا ہے، جیسے: ضَاعَفَ اور ضَعَّفَ ہم معنی ہیں (دوچند ہوا)[4]

(۴) تفاعل کا ہم معنی، جیسے: شَاتَمَ ساجدٌ ماجداً، تَشَاتَمَا (ساجد اور ماجد نے آپس میں گالی گلوج کی)[5]

(۵) تصییر: لوٹانا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو ماخذ والا کر دینا، مثلاً: عَافَاكَ اللّٰهُ (اللہ تجھ کو عافیت بخشے) یعنی عافیت والا کر دے ماخذ "عافیة" ہے۔

(۶) ابتداء: کسی مزید فیہ باب کا مجرد میں آئے بغیر آنا، یا مجرد کے علاوہ کسی معنی میں آنا، جیسے: تَاخَمَ (سرحدیں متصل ہوئیں) قَاسَیْتُ المَصَائِبَ (میں مصیبت سے دوچار ہوا)[1]

---

[1] بَعُدَ وہ دور ہوا، بَاعدتُه میں نے اس کو دور کیا۔ فائدہ: اگر کوئی فعل مجرد میں متعدی ہو اور وہ مشارکت کو قبول کرتا ہو، یعنی اس فعل کا دونوں فاعل بھی ہو سکتا ہو، اور مفعول بھی تو وہ اپنی حالت پر باقی رہتا ہے، یعنی باب مفاعلت میں بھی ایک ہی مفعول کو چاہے گا، مثلاً: قَتَلَ زیدٌ عمرواً سے قاتل زید عمرواً۔
[2] مجرد خواہ کسی باب سے ہو۔ [3] نَاوَلْتُه نِلْتُه میں نے اس کو لیا، دَافَعَ دَفَعَ اس نے ہٹایا، خادَعَ خَدَعَ اس نے دھوکا دیا۔ [4] فَاهَمَ فَهِمَ اس نے سمجھایا۔ [5] قَابَلَ تَقَابَلَ آمنے سامنے ہوا، نَازَعَ تَنَازَعَ جھگڑا کیا۔

(۷) مُوالات: لگاتار کرنا۔ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مسلسل ولگاتار کرنا، مثلاً: وَاصَلْتُ الْجُهْدَ (میں نے لگاتار محنت کی)[2]

تمرین

(۱) مشارکت کا مفہوم بیان کیجیے! (۲) مفاعلت کتنے بابوں کی موافقت کرتا ہے (۳) مُوالات کا کیا مطلب ہے؟ (۴) ان لفظوں میں کیا خاصیت ہے، شَكَّلَ وتَشَاكَلَ (مشابہ ہوا) اَصْفٰی وصَافٰی خالص محبت کی (۵) واصل المطالعة کا ترجمہ کیجیے! (٦) تعدیہ کی قسمیں مع مثال بیان کیجیے!

بائیسواں سبق

خاصیت باب تفاعل

اس باب کی یہ چھ خاصیتیں ہیں:

(۱) تشارك (۲) تخییل (۳) مُطاوَعت (۴) موافَقت (۵) ابتدا (٦) تدریج۔

(۱) تشارك: باہم شریک ہونا، اصطلاح میں: دو یا دو سے زائد چیزوں سے کسی فعل کا اس طرح صادر ہونا کہ ہر ایک کا تعلق دوسرے سے ہو یا دونوں کا تعلق کسی تیسری چیز سے ہو[3]

---

[1] مجرد میں قسا یقسو سخت ودرشت ہونے کے معنی میں ہے۔ [2] تابعتُ زیداً میں نے زید کا لگاتار پیچھا کیا یہ خاصیت شذا العرف میں شیخ احمد حملاوی مصری ولادت: ۱۲۷۳ھ =۱۸۵٦ء ۔ وفات: ۱۳۵۱ھ = ۱۹۳۲ء نے بیان کی ہے، ص: ۴۳۔ [3] لفظاً اگرچہ دونوں فاعل ہوتے ہیں؛ لیکن حقیقتاً ہر ایک فاعل بھی ہے اور مفعول بھی۔

مثلاً: تَشَاتَمَ زیدٌ حمیدٌ (زید وحمید نے آپس میں گالی گلوچ کی)[1]

(ب) تَرَافَعَا شیئاً (ان دونوں نے کسی چیز کو اٹھایا) صدور فعل یعنی اٹھانے میں دونوں شریک ہیں، لیکن اٹھانے کا تعلق ایک دوسرے سے نہیں؛ بلکہ ایک تیسری چیز سے ہے[2]

(۲) تَخْیِیل[3]: خَیَّلَ یُخَیِّلُ باب تفعیل کا مصدر ہے، لغت میں: توہم کرنا کہ وہ ایسا ہے، اصطلاح میں: فاعل کا دوسرے کو اپنے آپ میں محض حصول ماخذ دکھلانا؛ جب کہ ماخذ کا حصول حقیقت میں مقصود نہ ہو، مثلاً: تَمَارَضَ (اس نے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا)[4]

---

[1] گالی گلوچ دونوں سے اس طرح صادر ہوئی کہ ہر ایک کا تعلق دوسرے سے ہے، فصول اکبری کی عبارت "در صدور و تعلق فعل" کا یہی مطلب ہے۔ [2] فائدہ: مشارکت وتشارک میں چند فرق ہے (۱) مفاعلت کے مُتَشَارِکَیْن میں ظاہراً ایک فاعل دوسرا مفعول ہوتا ہے؛ مگر تفاعل میں ایسا نہیں ہوتا؛ بلکہ دونوں لفظاً فاعل ہوتے ہیں (۲) مفاعلت میں دو فریق ہی مدمقابل ہوتے ہیں؛ اگرچہ ہر فریق کی تعداد دسیوں ہو، برخلاف باب تفاعل کے اس میں دو سے زائد فریق بھی ہو سکتے ہیں، جیسے: تَقَاتَلَ عشرةُ رجالٍ (دس آدمیوں نے آپس میں قتال کیا) اس میں فریق بہت سارے ہیں (۳) مفاعلت میں جو مشارَک بفتح الراء ہوتا ہے، باب تفاعل میں فاعل ہو جاتا ہے، جیسے: قَاتَلَ حمیدٌ سُہَیلاً (حمید نے سہیل سے قتال کیا) تَقَاتَلَ حمیدٌ وسہیلٌ برخلاف غیر مشارک کے؛ کیوں کہ وہ مفعولیت پر باقی رہتا ہے، مثلاً: جَاذَبَ ساجدٌ ماجداً ثوباً (ساجد نے ماجد کا کپڑا کھینچا) سے تَجَاذَبَ ساجد ماجدٌ ثوباً؛ کیوں کہ ثوب معنی مصدری جذب، کھینچ تان میں شریک نہیں ہو سکتا (۴) ایک فرق یہ بھی ہے کہ تفاعل میں کبھی شرکت صدور فعل میں ہوتی ہے جیسے: تَرَافَعَا شیئاً برخلاف مفاعلت کے۔ [3] تخییل کو تظاہر بھی کہتے ہیں، فائدہ: تکلف اور تخییل میں فرق یہ ہے کہ تکلف میں فاعل کو ماخذ مرغوب ومطلوب ہوتا ہے، وہ اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے، اس لیے وہ اچھے اوصاف میں آتا ہے، برخلاف تخییل کے وہ ناپسندیدہ اور مکروہ ہوتا ہے؛ کیوں کہ وہ صفت مذموم ہوتی ہے کسی وجہ سے ایسا کیا جاتا ہے۔ [4] تَجَاهَلَ اس نے جانتے ہوئے لاعلمی کا اظہار کیا، تَنَاوَمَ اس نے اپنے آپ کو سوتا ہوا ظاہر کیا، ان میں ماخذ یعنی بیماری، لاعلمی، اور نیند نہ تو حقیقت میں ہے اور نہ ہی مقصود ہے بلکہ محض دوسرے کو دکھلانا ہے۔ تغافل (غفلت ظاہر کی) تعامی (اپنے کو نابینا ظاہر کیا) تعارج (ظاہراً لنگڑایا) تصامم (بہرا بنا)۔

(۳) مُطاوعت: اثر قبول کرنا باب تفاعل بھی مطاوعت کے لیے اُس باب مُفَاعِلت کے بعد آتا ہے جو" اَفْعَلَ " کے معنی میں ہو[۱] جیسے: بَاعَدتُهٗ فَتَبَاعَدَ یہاں بَاعَدْتُهٗ اَبْعَدتُهٗ کے معنی میں ہے (میں نے اس کو دور کیا تو وہ دور ہو گیا)[۲]

(۴) موافقت: بابِ تفاعل ثلاثی مجرد اور باب افعال کے کبھی کسی معنی میں موافق ہوتا ہے۔

(الف) تَعَالیٰ وعَلاَ (بلند ہوا)[۳]

(ب) تَیَامَنَ اَیْمَنَ کے معنی میں ہے (وہ یمن میں داخل ہوا)[۴]

(۵) ابتداء: مجرد میں آیا ہی نہ ہو، جیسے: تَدَاخَلَ تَدَاخَلَ کے معنی میں ہے (وہ داخل ہوا) دَخَلَ مجرد سے آتا ہی نہیں۔

(ب) تبارك مقدس ہوا، بَرَكَ مجرد میں بمعنی اونٹ بیٹھا ہے۔

(٦) تدریج: فاعل میں معنی مصدری یعنی ماخذ کا آہستہ آہستہ پایا جانا، جیسے: توارَدَتِ الابلُ (اونٹ آہستہ آہستہ آئے)[۵]

تمرین

(۱) تشارك کی تعریف پھر تشارك اور مشارکت کا فرق بیان کیجیے!
(۲) باب تفاعل مفاعلت کی کب مطاوعت کرتا ہے؟ (۳) تخییل اور تکلف کا فرق بتایئے! (۴) اس باب کی کل کتنی خاصیتیں ہیں کم از کم تین کی تعریف مطلوب ہیں! (۵) تدریج کی کم از کم دو مثال لکھیے! (٦) تبارك میں کیا خاصیت ہے؟

---

[۱] یعنی وہ باب مفاعلت جو باب افعال کے معنی میں ہو اس مفاعلت کی مطاوعت کے لیے باب تفاعل آتا ہے۔ [۲] اس میں تعدیہ بھی ہے۔ [۳] اس میں صیرورت بھی ہے۔ [۴] اس میں بلوغ بھی ہے۔
[۵] تَزَایَدَ النیلُ دریائے نیل آہستہ آہستہ بڑھا۔

تئیسواں سبق

خاصیت باب افتعال

باب افتعال کی چھ خاصیتیں ہیں:

(۱) اتخاذ (۲) تصرف (۳) تخییر (۴) مطاوعت (۵) موافقت (۶) ابتدا.

(۱) اتخاذ: بنانا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ بنانا، یا ماخذ کو اختیار کرنا، یا فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، یا مفعول کو ماخذ میں لینا؛ گویا چار صورتیں ہوئیں:

(الف) فاعل کا ماخذ بنانا، جیسے: اِجْتَحَرَ سعیدٌ[۱] (سعید نے سوراخ بنایا) ماخذ "جُحر" بمعنی سوراخ ہے[۲]

(ب) فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، جیسے: اِحْتَرَزَ[۳] نجیبٌ ماخذ "حِرْزٌ" بمعنی پناہ ہے (نجیب نے پناہ لی)۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ بنالینا، اِغْتَذیٰ سعیدٌ الشَّاةَ ماخذ "غذا" بمعنی خوارک ہے (سعید نے بکری کو خوراک بنایا)۔

(د) فاعل کا مفعول کو ماخذ میں لینا، جیسے: اِعْتَضَدَ ندیمٌ الکتابَ ماخذ "عُضُدٌ" بمعنی بازو و بغل ہے (ندیم نے کتاب بغل میں لی)۔

---

[۱] بتقدیم الجیم علی الحاء۔ [۲] فاعل نے ماخذ بنایا میں لفظ بتقدیم الحاء علی الجیم احتجر بھی ہو سکتا ہے ماخذ ہوگا "حُجرة" بمعنی کمرہ، حمید نے کمرہ بنایا۔ اِخْتَتَمَ نبیلٌ ماخذ "خاتم" بمعنی انگوٹھی ہے نبیل نے انگوٹھی بنائی اِخْتَدَمَ ماخذ "خادم" ہے بمعنی "نوکر، خدمت گزار" اس نے خادم بنایا۔ [۳] فصول اکبری میں اس کے بجائے اِجْتَنَبَ کی مثال ہے جس کے معنی ہیں بَعُدَ عن الجَنْب گوشے سے دور ہوا، کنارہ کش ہوا، یہ خاصہ تجنب کی مثال ہوگی نہ کے اتخاذ کی؛ اسی لیے شرح اصول اکبری میں مصنف علام نے اجتنب کی مثال نہیں دی ہے نوادر، ص: ۱۰۵؛ البتہ منتہی الارب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس معنی میں بھی ہوتا ہے، فیوض عثمانی، ص: ۸۱۔

(۲) تصرف اس کو اجتہاد و تسبب بھی کہتے ہیں، کوشش کرنا، فاعل کا معنی مصدری اور ماخذ کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا، جیسے: اِكْتَسَبْتُ الْمَالَ (میں نے مال کوشش سے حاصل کیا)[1]

(۳) تخییر: انتخاب کرنا: اصطلاح میں: فاعل کا اپنی ذات کے لیے معنی مصدری انجام دینا، مثلاً: اِكْتَالَ نَبِيْلٌ لَبَناً (نبیل نے اپنے لیے دودھ تولا)[2]

مطاوعت: باب افتعال فَعَّلَ یعنی باب تفعیل اور ثلاثی مجرد کی مطاوعت کے لیے آتا ہے، جیسے: لَوَّمْتُه فَالْتَامَ (میں نے اس کو ملامت کی تو اس نے ملامت قبول کی) عَدَّلْتُه فَاعْتَدَلَ (میں نے اس کو سیدھا کیا تو سیدھا ہو گیا) لَهَّبْتُ النار فَالْتَهَبَتْ (میں نے آگ بھڑکائی تو آگ بھڑک گئی)[3]
غَمَّمْتُه فَاغْتَمَّ (میں نے اس کو غمگین کیا تو وہ غمگین ہو گیا)۔

---

[1] قرآن کریم میں ہے: "لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت" سورۃ بقرۃ آیت: ۲۸۸، اس (نفس) کو ثواب بھی اسی کا ہوتا ہے جو اس نے کیا اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہوگا جو ارادے کر گذرے گا، شر اور برائی کی طرف چوں کہ طبیعت کھنچتی ہے اور نفس کا بہت تقاضا ہوتا ہے؛ اس لیے اللہ نے عذاب کے لیے باب افتعال سے اکتساب استعمال کیا ہے جس میں خاصیت تصرف ہے یعنی جب انسان شر اور برائی کر گذرے گا تو عذاب کا مستحق ہوگا، محض وساوس اور خیالات سے نہیں، اس کے برخلاف اچھائی اور نیکی پر نفس کو تیار کرنا پڑتا ہے؛ اس لیے رحمت خداوندی ہے کہ نیکی پر اجر و ثواب بسا اوقات محض ارادے اور نیت پر مل جاتا ہے؛ اس لیے ثلاثی مجرد کا لفظ کسب لایا گیا ہے، کذا فی الروح مختصرا (سعد مشتاق حمیری)۔ اِكْتَتَبَ اس نے لکھوایا یعنی لکھنے کو طلب کیا۔ [2] قرآن کریم میں ہے: واذا اكتالوا على الناس يستوفون مطففين:
۲ اِشْتَوَى اللَّحْمَ اس نے اپنے لیے گوشت بھونا، اِطَّبَخَ اس نے اپنے لیے پکایا۔ اِتَّزَنَ الامبجَ (اس نے اپنے لیے آم وزن کیا) اِشْتَوَاهُ (اپنے لیے اس کو بھونا) اِلْتَاطَ حوضا (اپنے لیے حوض میں مٹی لگائی) [3] مجرد کی مطاوعت بقول ابو حیان و شیخ رضی قلیل ہے نقل عن سیبویہ نوادر، ص: ۱۰۶۔
ثلاثی مجرد کی مثال: جَمَعْتُهُ فاجتمع میں نے اس کو جمع تو وہ جمع ہو گیا قربته فاقترب شویته فاشتوى (میں نے اس کو بھونا تو وہ بھن گیا) ان سب میں باب تفعیل و مجرد دونوں ہو سکتے ہیں۔

چوبیسواں سبق

باب افتعال کی دیگر خاصیات:

(۵) موافقت: کسی باب کا کبھی دوسرے باب کے کسی معنی میں یکساں ہونا، باب افتعال پانچ بابوں کے ہم معنی ہوتا ہے:

(۱) مجرد کا ہم معنی، جیسے: اِقْتَدَرَ و قَدَرَ (قادر ہوا)۔

فائدہ: یہ خاصیت اس باب میں بکثرت پائی جاتی ہے[۱]

(۲) اَفْعَلَ (باب افعال) کا ہم معنی، جیسے: اِحْتَجَزَ و اَحْجَزَ (وہ حجاز آیا یا حجاز پہنچا)[۲]

(۳) تفعل کی موافقت، جیسے: اِرْتَدیٰ و تَرَدّیٰ (اس نے چادر اوڑھی)[۳]

(۴) تفاعل کا ہم معنی، جیسے: اِخْتَصَمَ و تَخَاصَمَ (اس نے جھگڑا کیا)۔

(۵) استفعال کا ہم معنی، جیسے: اِیْتَجَرَ الدَّارَ، و اسْتَاجَرَھَا (اس نے کرایہ پر گھر لیا)۔

(۶) ابتدا: مجرد میں آتا ہی نہ ہو، مثلاً: اِیْتَامَتِ الشَّاۃُ، یہ اصل میں اِیْتَیَمَتْ تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح یا کو الف سے بدلا۔ مصدر "اَلْاِیْتِیَامُ" ہے (بکری گھاس کی تلاش میں ادھر ادھر گھومی)۔

یا مجرد میں دوسرے معنی میں ہو، جیسے: اِسْتَلَمَ (بوسہ لیا، چوما) ماخذ "سَلِمَة" بمعنی پتھر سے ماخوذ ہے مجرد میں سَلِمَ سلامت رہا دوسرے معنی میں ہے[۴]

---

۱ اِحْتَمَلَ و حَمَلَ (اس نے اٹھایا)۔ ۲ اس میں خاصیت بلوغ بھی ہے۔ ۳ اِمْتَازَ وَتَمَیَّزَ (وہ جدا ہوا)۔ اِسْتَوَیٰ و تَسَاوَیٰ (برابر ہوا)۔ ۴ اِیْتَمَّ ماجدٌ (ماجد نے بھوکی بکری ذبح کی) ۵ فَقَرَ یَفْقِرُ فَقْراً (اس نے پشت کی ہڈی توڑی) افْتَقَرَ (فقیر ہوا)۔

باب افتعال کی غیر معروف تین خاصیتیں یہ ہیں:

(۱) اظہار: فاعل کا کسی کے سامنے ماخذ ظاہر کرنا، جیسے: اِعْتَظَمَ (اس نے عظمت ظاہر کی) ماخذ "عَظْمَةٌ" ہے اِعْتَذَرَ (اس نے معذرت ظاہر کی) ماخذ "عُذْرٌ" ہے، اِعْتَظَمَ (اس نے عظمت اور بڑائی ظاہر کی)۔

(۲) تشارك، جیسے: اِخْتَصَمَ نَبِيْلٌ وسَمِيْرٌ (نبیل اور سمیر آپس میں جھگڑے) اِقْتَتَلَ الصَّدِيْقَانِ (دو دوستوں نے آپس میں قتال کیا) اِخْتَلَفَ الزَّعِيْمَانِ (دو لیڈروں نے اختلاف کیا)۔

(۳) مبالغہ: فاعل میں معنی فعل زیادہ پایا جانا، جیسے: اِقْتَدَرَ نَجِيْبٌ (نجیب بہت زیادہ قوت والا ہوا) اِرْتَدَّ (بہت زیادہ پھر گیا)[1]

تمرین

(۱) تصرف کی تعریف اور اس کا دوسرا نام بتایئے! (۲) اتخاذ کی چاروں قسموں کو بیان کیجیے! (۳) موافقت تفعل کی کیا مثال ہے؟ (۴) باب افتعال کن کن ابواب کی مطاوعت کرتا ہے (۵) تخییر کا مفہوم کیا ہے؟

(٦) تشارك کی تعریف مع مثال بیان کیجیے!

پچیسواں سبق

خاصیت باب استفعال

استفعال کی دس خاصیتیں ہیں:

(۱) طلب (۲) لیاقت (۳) وِجدان (۴) حِسبان (۵) تحوّل (٦) اتخاذ (۷) قصر (۸) مُطاوَعت (۹) مُوافقت (۱۰) ابتدا۔

---

[1] اظہار، تشارك، مبالغہ کی یہ تینوں خاصیتیں شیخ حملاوی مصری نے شذا العرف میں بیان کی ہیں، ص:۴۵۔

(۱) طلب: مانگنا، اصطلاح میں: مفعول سے فاعل کا ماخذ ومادۂ فعل مانگنا، خواہ حقیقتاً ہو، یا مجازاً یعنی ظاہراً۔

(الف) اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ ماخذ "مَغْفِرَت" ہے (میں نے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہی)[۱]

(ب) مجازاً یعنی واقعتاً مانگنے کی بات نہ ہو؛ لیکن محسوس ہوتا ہو کہ گویا وہ مانگ رہا ہے، مثلاً: اِسْتَخْرَجْتُ البِتْرَوْلَ من الْاَرْضِ (میں نے زمین سے پٹرول نکالا)[۲]

(۲) لیاقت: لغت میں لائق ومستحق ہونا: اصطلاح میں: فاعل کا معنی مصدری اور مادے کے لائق ومستحق ہونا، جیسے: اِسْتَرْقَعَ الثوبُ (کپڑا پیوند کے لائق ہوگیا) ماخذ "رُقْعة" بمعنی پیوند ہے۔

(۳) وجدان: پانا، فاعل کا مفعول کو ماخذ ومعنی مصدری سے متصف پانا، مثلاً: اِسْتَكْرَمَ رَشِيْدٌ رَفِيْقَه (رشید نے اپنے دوست کو کرم وسخاوت سے متصف پایا) ماخذ "كَرَمَ" بمعنی سخاوت ہے[۳]

(۴) حسبان[۴] لغت میں: گمان کرنا، فاعل کا مفعول کو ماخذ ومادہ کے ساتھ متصف گمان کرنا، اعتقاد رکھنا، جیسے: اِسْتَحْسَنْتُه (میں نے اس کو اچھا خیال کیا)[۵]

---

۱ اِسْتَطْعَمْتُه (میں نے اس سے کھانا طلب کیا) اِسْتَنْصَرْتُه (میں نے اس سے مدد چاہی) یہ اس باب کی بکثرت پائی جانے والی خاصیت ہے، اِسْتَعْطَيْتُ (میں نے عطیہ مانگا) اِسْتَغَثْتُ، اِسْتَخْبَرْتُ.

۲ ظاہر ہے کہ زمین سے پٹرول نہیں مانگا جاتا؛ لیکن اس کے لیے زمین کھودنا اور کوشش کرنا گویا زمین سے مانگنا ہے، اِسْتَخْرَجْتُ الوتدَ من الجدار (میں نے دیوار سے کیل نکالی)۔ ۳ اِسْتَبْخَلْتُه میں نے اس کو بخیل پایا ماخذ "بُخل" ہے اِسْتَعْظَمْتُه میں نے اس کو عظمت والا پایا۔ اِسْتَجَدْتُه (میں نے اس کو عمدہ پایا)۔ اِسْتَسْمَنْتُهٗ (میں نے اس کو موٹا پایا)۔ ۴ حِسْبَان اور وِجْدان میں فرق یہ ہے کہ وجدان میں مکمل یقین ہوتا ہے اور حسبان میں گمان یا غالب گمان ہوتا ہے۔ ۵ اِستَقْبَحْتُه میں نے اس کو برا سمجھا، نوادر الوصول، ص: ۱۰۷،

(۵) تحول: پھرنا، فاعل کا عینِ ماخذ یا مثلِ ماخذ ہو جانا، ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں: تحول صوری اور تحول معنوی:

(۱) عینِ ماخذ ہونا صورتاً وحقیقتاً، جیسے: اِسْتَحْجَرَ الطینُ (گارا پتھر ہو گیا)[۱]

(۲) عینِ ماخذ ہونا معنوی طور پر، جیسے: اِسْتَتْیَسَتِ الشاۃُ (بکری بکرا بن گئی) ماخذ "تَیس" بمعنی بکرا ہے[۲]

(۱) مثلِ ماخذ ہونا صورتاً وحقیقتاً، جیسے: اِسْتَحْجَرَ الطینُ (گارا پتھر کی طرح ہو گیا)[۳]

(۲) مثلِ ماخذ ہونا معنوی طور پر، جیسے: اِسْتَنْوَقَ الجملُ (اونٹ اونٹنی کی طرح ہو گیا)[۴]

اِسْتَنْسَرَ البُغاثُ[۵] (بغاث گدھ ہو گیا یا گدھ کے مشابہ ہو گیا)۔

---

[۱] فاعل عین ماخذ یعنی پتھر ہو گیا ہے اور حقیقتاً ہوا ہے، اِسْتَقْوَسَ الحاجِبُ (دربان جھکاؤ میں کمان کی طرح ہو گیا) ماخذ، قوس بمعنی کمان ہے۔ [۲] ظاہر ہے کہ حقیقتاً ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ طاقت وقوت اور فربہی کی وجہ سے مجازاً کہہ دیا گیا ہے۔ الصرف التعلیمی میں بعینہٖ یہی لفظ ہے ص:۲۰۱۔ [۳] یہ عین ماخذ ومثل ماخذ دونوں کی مثال ہے، ترجمے کے اعتبار سے فرق ہوگا۔ [۴] یعنی اوصاف اور دبلے پن وکمزوری میں یا تیز رفتاری میں اور بردباری میں یہ ایک عربی کا محاورہ ہے یہ اس وقت بولا جاتا ہے، جب کوئی بات کہتے کہتے دوسری بات کو اس سے ملا دے۔ اِسْتَقْوَسَ، اِسْتَتْیَسَتْ اور اِسْتَنْوَقَ میں "یا" یا "واو" کی حرکت ماقبل حرف صحیح ساکن کو دے کر الف سے نہیں بدلا جائے گا؛ اگرچہ یہ قاعدہ یہاں جاری ہونا چاہیے؛ کیوں کہ کچھ الفاظ باب افعال واستفعال کے مستثنیٰ ہیں، جیسے: اَغْوَلَ، اعوالاً، اِسْتَحْوَذَ اِسْتِحْواذاً شذا العرف ص:۱۶۷، نوادر الوصول :۱۵۶۔ قاعدہ اور شذوذ راقم الحروف کی کتاب "اصطلاحاتِ صرف" میں ملاحظہ فرمائیے۔ (حمیری) [۵] سبزی مائل سفید رنگ کا ایک پرندہ جو گدھ سے چھوٹا اور اڑنے میں سست ہوتا ہے، ماخذ "نَسْر" بمعنی گدھ ہے یہاں بھی فاعل یعنی بغاث ماخذِ گدھ یا مثل ماخذ ہو گیا، یہ بھی ایک محاورہ ہے جس کا مطلب ہے کہ جو ہمارے پڑوس میں رہتا ہے وہ ہماری وجہ سے معزز بن جاتا ہے۔

چھبیسواں سبق

باب استفعال کی بقیہ خاصیات

(۶) اتخاذ: بنانا، فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، جیسے: اِسْتَوْطَنَ نبیلٌ دیوبندَ (نبیل نے دیوبند کو وطن بنایا) ماخذ "وَطَنٌ" ہے۔

(۷) قصر: چھوٹا کرنا، مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا، جیسے: اِسْتَرْجَعَ (اس نے انا لِلّٰہ واِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا)[1]

(۸) اَفْعَلَ کی مطاوعت، جیسے: اَقَمْتُہ فاسْتَقَامَ (میں نے اس کو کھڑا کیا تو وہ کھڑا ہو گیا) اَحْکَمْتُہٗ فَاسْتَحْکَمَ (میں نے اس کو مضبوط کیا تو وہ مضبوط ہو گیا)۔

(۹) موافقت: باب استفعال کبھی ثلاثی مجرد، افعال، تفعل، اور افتعال کے معنی میں ہوتا ہے۔

(۱) مجرد کا ہم معنی، جیسے: قَرَّ اِسْتَقَرَّ (وہ ٹھہرا)[2]

(۲) افعال کی مطابقت، جیسے: اِسْتَخْرَجَ اَخْرَجَ (اس نے نکالا) اِسْتَجَابَ واَجَابَ (اس نے جواب دیا)[3]

(۳) تفعّل کی موافقت، جیسے: اِسْتَوْفٰی وتَوَفّٰی (اس نے پورا پورا وصول کیا)

(۴) افتعال کا ہم معنی، جیسے: اِسْتَذْکَرَ واِذَّکَرَ (جو اصل میں اِذْتکر تھا افتعال کے قاعدے سے تائے افتعال کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کر دیا) (اس نے یاد کیا) اِسْتَعْصَمَ واِعْتَصَمَ (اس نے مضبوطی سے پکڑا)۔

---

[1] قصر کے لیے اس باب کا آنا نہایت قلیل ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب فصول اکبری نے اپنی اصول اکبری کی شرح میں اس کے بجائے تَرَجَّعَ کی مثال دی ہے، نوادر، ص: ۱۰۸۔ [2] اِسْتَبَانَ وبَانَ ظاہر ہوا (اس میں صیرورت بھی ہے) استقام وقام (وہ کھڑا ہوا) اِبْتَعَدَ (وہ دور ہوا)۔ [3] اس مثال میں خاصیتِ اعطاء ماخذ بھی ہے۔ [4] اِسْتَکْبَرَ وتَکَبَّرَ اس نے تکبر کیا (اس میں تکلف بھی ہے)۔

(۱۰) ابتداء: مجرد میں آتا ہی نہ ہو مثلاً: اِستَاجَز (سینہ کے بل جھکا) مجرد میں کسی اور معنی میں ہو، جیسے: اِستَعَانَ (زیرِناف کے بال صاف کیے) ثلاثی میں عَانَتِ المرأة تَعُونُ عَونَاً (عورت ادھیڑ عمر کی ہوئی) دیگر معنی میں ہے۔

اس باب کی دو خاصیتیں یہ بھی ہیں:

(۱۱) تکلف: بناوٹ دکھلاوا، فاعل کا خود کو ماخذ و معنی مصدری کی طرف منسوب ہونے کو ظاہر کرنا، جیسے: اِستَجرَأَ (اس نے جرأت ظاہر کی)۔

(۱۲) قوت: طاقت ور ہونا، فاعل میں ماخذ و معنی مصدری کا قوت والا ہونا، مثلاً: اُستُهتِرَ ماخذ "هَتَرٌ" بمعنی بڑھاپا ہے (اس کا بڑھاپا بہت زیادہ ہو گیا) اِستَکبَرَ (اس کا تکبر حد سے بڑھ گیا)۔

تمرین

(۱) استوطن المدینة کا ترجمہ کیجیے اور بتائیے کہ اس میں کونسی خاصیت ہے؟

(۲) خاصیت لیاقت بیان کیجیے! (۳) حِسبان کی تعریف پھر حسبان و وجدان کا فرق بتائیے! (۴) اِستبخلته اور استعظمتُه میں کیا خاصیت ہے (۵) تحول کی تمام قسمیں بتائیے! (۶) باب استفعال کن ابواب کی موافقت کرتا ہے؟ (۷) خاصیت قوۃ کا مفہوم کیا ہے؟ (۸) باب استفعال کی کم از کم پانچ خاصیتیں بیان کیجیے!

ستائیسواں سبق

خاصیت بابِ انفعال

اس باب کی یہ چھ خاصیتیں ہیں:

(۱) لزوم (۲) علاج (۳) مطاوعت (۴) موافقت (۵) ابتدا (۶) حروف یرملون کا فائے انفعال میں نہ آنا۔

(۱) لزوم: لازم ہونا، یہ باب ہمیشہ لازم ہوتا ہے، خواہ اس کا مجرد بھی لازم ہو جیسے: فَرِحَ وِانْفَرَحَ (خوش ہوا)[۱]

یا مجرد میں متعدی ہو اس باب میں لازم ہو جائے، جیسے: فَطَرَ (اس نے پھاڑا) اِنْفَطَرَ (وہ پھٹا)[۲]

(۲) علاج: فعل میں جوارح واعضائے ظاہری کا اثر پایا جانا یعنی باب انفعال کا افعالِ علاجیہ میں سے ہونا ضروری ہے۔

افعالِ علاجیہ سے مراد وہ افعال ہیں جن کے واقع ہونے میں کسی عضو کو حرکت ہو اور ان کا ادراک حواس خمسہ ظاہرہ سے کیا جا سکے، یا وہ افعال جو، جوارح واعضائے ظاہری کا اثر قبول کریں[۳]

مثلاً: اِنْکَسَرَ الاناءُ (برتن ٹوٹ گیا) ٹوٹنے میں اعضا کو دخل بھی ہو سکتا ہے اور ٹوٹنے کا ادراک بھی ہو سکتا ہے[۴]

(۳) مطاوعت: فعل متعدی کے بعد کسی فعل کو خواہ لازم ہو یا متعدی ذکر کرنا، جو بتائے کہ فعلِ اول کے مفعول بہ نے اپنے فاعل کا اثر قبول کیا ہے یا نہیں، باب انفعال ثلاثی مجرد کی بکثرت اور باب اِفعال کی کم مطاوعت کرتا ہے۔

(الف) جیسے: شَقَّ النبيُ علیہ السلام القَمَرَ فَانْشَقَّ (نبی اکرم ﷺ

---

[۱] طفئت وِانطفَاتِ النارُ آگ بجھ گئی۔ [۲] قَلَبَ اس نے بدلا، پلٹا، انقلب بدل گیا، پلٹ گیا، حَلَّ اس نے ... اِنْحَلَّ (کھل گیا) فتح (اس نے کھولا) انفتح (وہ کھل گیا) یہ خاصیت اس باب میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ [۳] افعال علاجیہ وہ افعال کہلاتے ہیں جن میں جوارح واعضاءِ ظاہری کا اثر پایا جاتا ہے، جیسے: ٹوٹنا، برخلاف دل سے جاننا یا محسوس کرنا یہ افعال علاجیہ میں سے نہیں ہیں، حواسِ خمسہ ظاہرہ: آنکھ، کان، ناک، زبان، اور مس ہونے اور چھو جانے سے کس چیز کے معلوم ہونے والے بدن کے حصے ہیں یعنی جو چیزیں دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے سے معلوم ہوں۔ [۴] یہی وجہ ہے کہ لا نَعَرَفَ، فانْعَلَمَ کہنا درست نہ ہوگا، کیوں کہ معرفت وعلم کا تعلق حواس ظاہرہ سے نہیں۔ افعال علاجیہ اس باب ہی سے آتے ہیں بلہذا دیگر ابواب سے ان کا استعمال مجازی ہوگا۔

نے چاند کے ٹکڑے کیے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا)۔[1]

(ب) باب افعال کی مطاوعت: اَدْخَلْتُه فَانْدَخَلَ (میں نے اس کو داخل کیا تو وہ داخل ہوگیا)۔[2]

(۴) موافقت فَعَلَ و اَفْعَلَ، یہ باب ثلاثی مجرد اور باب افعال کے کسی معنی میں کبھی موافق ہوتا ہے: (الف) اِنْطَفَئَتِ النارُ و طَفِئَتْ (آگ بجھی)۔[3]

(ب) افعال کا ہم معنی، جیسے: اِنْحَجَزَ و اَحْجَزَ (وہ حجاز پہنچا)۔[4]

(۵) ابتداء: مجرد میں آتا ہی نہ ہو، جیسے: اِنْجَحَرَ [5]

(وہ سوارخ میں گیا)[6]

مجرد میں دوسرے معنی میں آتا ہو، جیسے: اِنْطَلَقَ (وہ چلا) مجرد میں طَلُقَ (کشادہ ابرو ہوا) دیگر معنی میں ہے۔

(۶) باب انفعال کے فاکلمہ میں حروف یرملون (ی، ر، م، ل، و، ن) اور حرف لین نہیں ہوتا، اگر ہو تو اس باب سے نہ آکر باب افتعال سے آئے گا۔[7]

رَعِشَ سے اِرْتَعَشَ، لَبِسَ سے اِلْتَبَسَ، مَنَعَ سے اِمْتَنَعَ، نَفَخَ سے اِنْتَفَخَ،

---

[1] قَطَعْتُهٗ فَانْقَطَعَ میں نے اس کو کاٹا تو وہ کٹ گیا، فتحته فانفتح (میں نے اسے کھولا تو وہ کھل گیا) [2] اَزْعَجْتُهٗ فَانْزَعَجَ (میں نے اس کو پریشان کیا تو وہ پریشان ہوگیا)، اَغْلَقْتُ البابَ فانغلق، (میں نے دروازہ بند کیا تو دروازہ بند ہوگیا) اَطْلَقْتُهٗ فانطلق، باب تفعیل کی بھی مطاوعت کرتا ہے لیکن نادر ہے۔ جیسے: عَدَلْتُهٗ فَانْعَدَلَ میں نے اس کو سیدھا کیا تو وہ سیدھا ہوگیا، فائدہ: اِنْقَطَعَ اِلَی اللہِ علائق دنیا سے یکسوئی اختیار کرکے اللہ کی طرف مائل ہوگیا اور اِنْکَشَفَتِ الْمَسْئَلَۃُ (مسئلہ آشکارا ہوگیا) از قبیل مجاز ہے: کیوں کہ غیر محسوس بھی اس باب سے بطریق شذوذ آتا ہے، نوادر، ص: ۱۰۹۔ [3] اِنْبَلَجَ وبَلِجَ روشن ہوا۔ [4] اس میں بلوغ بھی ہے اِنْحَصَدَ الزرعُ واَحْصَدَ کھیتی کاٹنے کے وقت کو پہنچ گئی اس میں خاصیت حینونت بھی ہے [5] یہ مثال کتابوں میں مذکور ہے اگرچہ بعض لغت کی نئی کتابوں میں ثلاثی مجرد کا استعمال بھی مذکور ہے۔ [6] اس میں بلوغ بھی ہے [7] البتہ دو لفظ اِمَّازَ اور اِمَّحیٰ جو اصل میں اِنْمازَ اور اِنْمَحیٰ ہیں فاکلمہ کے میم ہونے کے باوجود اس باب سے ہیں یہ شاذ ہے؛ اسی لیے بعض لوگوں نے فاکلمے میں میم نہ ہونے کی شرط نہیں رکھی ہے، نوادر، ص: ۱۱۰۔

وَفِقَ سے اِتَّفَقَ، یَبِسَ سے اِتَّبَسَ [1]

تمرین

(۱) اَفعال علاجیہ سے کیا مراد ہے؟ (۲) یہ کن کن ابواب کی مطاوعت کرتا ہے؟
(۳) فانعرف باب انفعال سے کیوں نہیں آتا؟ (۴) باب انفعال سے کس طرح کے الفاظ آتے ہیں؟ (۵) حروف یرملون کی صورت میں باب افتعال سے آنے کی چند مثالیں دیجیے!
(۶) اس باب کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ کم از کم تین کو بیان کیجیے!

اٹھائیسواں سبق

خاصیت باب افعیعال

اس باب کی مندرجہ ذیل چار خاصیتیں ہیں:

(۱) لزوم (۲) مبالغہ (۳) مطاوعت (۴) موافقت۔

(۱) لزوم: زیادہ تر یہ باب لازم آتا ہے، [2]
جیسے: اِمْلَوْلَحَ الْمَاءُ (پانی نمکین ہوا) اِخْرَوْرَقَ (کپڑا پھٹ گیا)۔

(۲) مبالغہ: فاعل میں ماخذ کا بکثرت پایا جانا، اکثر اس باب میں مبالغہ ہوتا ہے؛ گویا مبالغہ لازم کے درجے میں ہے، [3]
جیسے: اِعْشَوْشَبَتِ الارضُ (زمین ہری بھری ہو گئی یعنی سبزہ زار ہو گئی)۔

---

[1] رَقِیَ سے اِرْتَقٰی، لَجَأَ سے اِلْتَجَأَ، مَزَجَ سے اِمْتَزَجَ، نَشَرَ سے اِنْتَشَرَ، وَضَحَ سے اِتَّضَحَ، یَسَرَ سے اِتَّسَرَ۔ [2] بلکہ بقول صاحب صُراح دو لفظ کے علاوہ اس باب سے متعدی آتا ہی نہیں (۱) اِحْلَوْلَیْتُہ میں نے اس کو شیریں و میٹھا خیال کیا، اِعْرَوْرَیْتُہ میں بے زین گھوڑے پر سوار ہوا۔ [3] کبھی بغیر لزوم کے مبالغہ ہوتا۔ جیسے: اِحْقَوْقَفَ الرَّحْلُ والھِلَالُ کجاوہ اور چاند خم کھا گیا، اسی طرح اِعْرَوْرَقَ الفرس گھوڑا پسینہ پسینہ ہو گیا، اِحْدَوْدَبَ الظَّھْرُ (کبڑا ہو گیا) اس باب میں مبالغہ لازم نہیں ہے بلکہ اکثر و بیشتر مبالغہ ہوتا ہے جیسا کہ واضح کیا گیا؛ یہی وجہ ہے کہ صاحب فصولِ اکبری نے شرح اصول اکبری میں فرمایا ہے: "وفي الفوعل مبالغةٌ غَلَبَةُ لزوم" (شرح اصول مخطوطہ) یعنی لزوم اکثر بیشتر ہوتا ہے۔ نوادر، ص: ۱۱۰۔

(۳) مطاوعت فعل، جیسے ثَنَيْتُه فَاثْنَونیٰ (میں نے اس کو موڑا تو وہ مڑ گیا)

(۴) موافقتِ استفعل، مثلاً: اِحْلَوْلَيْتُه بمعنی اِسْتَحْلَوْلَيْتُه (میں نے اس کو شیریں خیال کیا) [۱]

فائدہ: یہ باب اَفْعَلَ (افعال) کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے: اِحْلَوْلیٰ بمعنی اَحْلیٰ (شیریں ہوا) [۲]

تَفَعَّلَ کے معنی میں، جیسے: اِخْشَوْشَنَ بمعنی تَخَشَّنَ (کھردرا ہوا) اس باب میں خاصیت ابتدا بھی پائی جاتی ہے، جیسے: اِذْلَوْلیٰ (وہ گیا)۔

خاصیتِ باب افعلال وافعیلال

ان دونوں بابوں کی بھی چار چار خاصیتیں ہیں:

(۱) لزوم (۲) مبالغہ (۳) لون (۴) عیب۔

(۱) لزوم: یہ دونوں باب ہمیشہ لازم ہوتے ہیں، گویا لازم ہونا ان کے لیے لازم ہے۔ مثلاً: اِحْمَرَّ اِحْمَارَّ (بہت سرخ ہوا) اِصْفَرَّ اِصْفَارَّ (زرد ہوا) [۳]

(۲) مبالغہ: فاعل میں اس باب کے ماخذ کا بکثرت پایا جاتا ہے، مثالیں گذر چکیں، مُبالغہ گویا اس باب میں لازم ہے [۴]

(۳) لون: رنگ ولون والے افعال اس باب سے بکثرت آتے ہیں، جیسے: اِصْفَرَّ اِصْفَارَّ وغیرہ۔

(۴) عیب [۵]: عیوب ظاہری والے افعال بھی اس باب سے بکثرت آتے ہیں، جیسے اِحْوَلَّ اِحْوَالَّ (بھینگا ہوا) اِعْوَرَّ اِعْوَارَّ (کانا ہوا)۔

---

[۱] اس میں خاصیتِ حِسبان بھی ہے۔ [۲] اس میں صیرورت بھی ہے۔ [۳] اِخْضَرَّ اِخْضَارَّ بہت سبز ہوا، اِعْوَجَّ ٹیڑھا ہوا، اِسْمَارَّ گندمی رنگ کا ہوا۔ [۴] یہ مختلف فیہ ہے کہ مبالغہ اس باب میں بھی لازم ہے یا اکثری ہے، نوادر، ص: ۱۱۱۔ [۵] عیب سے عیوب ظاہری مراد ہے۔

فائدہ: اِفعلال میں عیبِ لازم اور افعیلال میں عیبِ عارضی زیادہ ہوتا ہے[1]

تمرین

(۱) باب افعیعال کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ (۲) املولح اور اعشوشب میں کیا خاصیت ہے؟ (۳) افعیعال کے علاوہ کس باب کی موافقت کرتا ہے؟ (۴) خاصیت مبالغہ کی مثال دیجیے! (۵) افعلال و افعیلال کے لون کی مثال دیجیے! (٦) عیب سے کیا مراد ہے؟ اِنْکَمَاثٌ و اخلولق کا ترجمہ کیجیے اور خاصیت بیان کیجیے!۔

انتیسواں سبق

خاصیتِ اِفْعِوَّال

اس باب کی دو خاصیتیں ہیں: (۱) اِقْتِضَاب یا بنائے مُقْتَضَبْ (۲) مبالغہ

(۱) اقتضاب یا بنائے مقتضب اس کو ارتجال بھی کہتے ہیں، لغت میں: کاٹنا، مُقْتَضَبْ بصیغہ اسم مفعول کاٹا ہوا، اصطلاح میں: بنائے مقتضب وہ وزن ہے جو ثلاثی سے منقول نہ ہو، یعنی اس کی اصل یا مثلِ اصل نہ پائی جاتی ہو؛ بلکہ ابتداءً اس باب کی وضع اسی وزن پر ہوئی ہو؛ بشرطے کہ کوئی حرف نہ برائے الحاق ہو اور نہ ہی زائد معنی کے لیے ہو، مثلاً: اِجْلَوَّذَ الفرسُ (گھوڑا تیز چلا) اِجْلَوّذ، جَلَذَ وغیرہ سے منقول نہیں یعنی اس سے نہیں بنایا گیا ہے، اور نہ ہی کوئی حرف برائے الحاق ہے اور نہ کسی زائد معنی کے لیے ہے[2]

---

[1] رضی و نوادر، فائدہ: کبھی ان بابوں میں مذکورہ خاصیتوں سے ہٹ کر ابتدا کی بھی خاصیت پائی جاتی ہے جیسے: اِدْهَامَّ اس نے جلدی کی اِبْهَارَّ اللیلُ رات آدھی ہوئی، فائدہ: اس باب میں عیب کے مقابلے میں لون زیادہ مستعمل ہے۔ [2] اِغلوّط البعیرُ اونٹ کی نکیل پکڑ کر اونٹ پر سوار ہوا، اِغلوّط کا ترجمہ منشعب اور بعض دیگر صرف کی کتابوں میں اونٹ کی گردن میں "ہار پہنانا" کیا گیا ہے، لیکن وہ ترجمہ کتب لغت سے ہم آہنگ نہیں ہے صحیح ترجمہ وہ ہے جو یہاں راقم نے کیا ہے، نوادر میں تفصیل ملاحظہ کیجیے ص: ۷۲۔ الصرف التعلیمي والتطبیق في القرآن: از محمود سلیمان یاقوت ص: ۸۳۔ کبھی یہ باب مجرد کے معنی میں آتا ہے جیسے: اِخْوِوَّاءٌ (سبزی مائل یا سرخی مائل سیاہ ہونا) خَوِيَ کے معنی میں سے اِخْوَوّٰی، یَخْوَوِّیْ، نوادر، ص: ۱۱۲، معجم تصریف الافعال، ص: ۱۵۹۔

(۲) مبالغہ : یہ باب مبالغہ کے لیے آتا ہے لیکن کم، جیسے : اِجْلَوَّذَ بِهِمُ الجَمَلُ (اونٹ ان کو لے کر تیز چلا)۔

خاصیتِ باب فَعْلَلَ

اس باب کی مشہور خاصیتیں چھ ہیں[۱]

(۱) قصر (۲) الباس ماخذ (۳) مطاوعت (۴) تعمل (۵) اتخاذ (۶) خَوَاصّ لفظی۔

(۱) قصر: مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا[۲]

مثلاً: بَسْمَلَ (بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھا)۔[۳]

(۲) اِلباسِ ماخذ: فاعل کا مفعول کو ماخذ پہنانا، جیسے: بَرْقَعْتُ نبیلةَ (میں نے نبیلہ کو برقع پہنایا) ماخذ، "بُرقع" بمعنی نقاب ہے۔

(۳) اپنے ہی باب کی مطاوعت کے لیے آتا ہے، جیسے: غَطْرَشَ اللیلُ بَصَرَہ فَغَطْرَشَ (شب نے اس کی آنکھ کو تاریک کردیا تو نگاہ تاریک ہوگئی)۔

(۴) تَعَمُّل: فاعل کا ماخذ کو اسی کام میں لانا جس کے لیے وضع کیا گیا ہے

---

[۱] اس باب کی بہت سی خاصیتیں ہیں جن کا احاطہ دشوار ہے یہاں چند مشہور خاصیتیں مذکور ہیں۔ [۲] تاکہ بات نقل کرنے میں اختصار ہوجائے۔ [۳] حَوْقَلَ لاحول پڑھا، هَيْلَلَ لاالہ الااللہ پڑھا، فائدہ: حصن حصین کی شرح میں ملاعلی قاریؒ نے لکھا ہے کہ: عرب کی یہ عادت ہے کہ جب دو لفظوں کا ایک ساتھ بکثرت استعمال ہوتا ہے تو ان میں سے بعض حروف کو بعض سے ملادیتے ہیں اور بات مختصر کرنے کے لیے فعل مشتق کرلیتے ہیں، عام طور پر یہ باب فعلل سے لاتے ہیں، جیسے: بسم اللہ الرحمان الرحیم سے بَسْمَلَ، الحمد للہ سے حَمْدَلَ، سبحان اللہ سے سَبْحَلَ اسی طرح حَيْعَلَ، حَوْقَلَ، هَيْلَلَ، طَلْبَقَ: (اس نے " أطَالَ اللهُ بَقَاءَ كَ کہا) دَمْعَزَ: (اس نے "أدَامَ الله عِزّكَ " کہا) جَعْفَلَ: (اس نے " جَعَلَنِيْ اللهُ فِدَاءَ كَ" کہا) یہ الفاظ مسموع ہیں قیاس کرکے نہیں بنائے جاتے۔ بحوالہ طحطاوی باضافة، ص: ۱۱۰ اور الصرف التعلیمی، ص: ۷۸

مثلاً: زَعْفَرَ الخمارَ (دوپٹے کو زعفران سے رنگا) ماخذ "زعفران" ہے۔[1]

(۵) اتخاذ: فاعل کا ماخذ بنانا، جیسے: قَنْطَرَ (اس نے پل بنایا) ماخذ "قَنطَرَةٌ" بمعنی پل ہے، عَسْكَرَ (اس نے لشکر بنایا)۔[2]

(٦) اس باب کی چند لفظی خاصیتیں ہیں: فَعْلَلَ کا باب اکثر وبیشتر صحیح ہوتا ہے۔ خواہ مطلق صحیح ہو، جیسے: بَعْثَرَ (اس نے برانگیختہ کیا) سَرْبَلَ (اس نے کرتا پہنا) یا صحیح ومُضاعف[3] ہو، جیسے: ذَبذَبَ (اس نے حرکت دی) یہ باب کبھی معتل ومضاعف بھی ہوتا ہے، جیسے: وَسْوَسَ، اور کبھی مہموز ومضاعف جیسے: طَأطَأَ الراسَ (اس نے سر جھکایا)۔[4]

البتہ مہموز[5] وصحیح کم ہوتا ہے۔

---

[1] ایک قسم کی خوشبو ہے۔ [2] دیگر چند خاصیتیں یہ ہیں (۱) تصییر: فاعل کا مفعول کو ماخذ والا کر دینا، جیسے: عَرْجَنَ حامدٌ الثوبَ حامد نے کپڑوں پر شاخوں کی شکل بنائی ماخذ "عَرجُون" بمعنی گچھوں کی شکل یعنی کپڑوں کو شاخوں والا بنا دیا (۲) قطع ماخذ: فاعل کا مفعول سے ماخذ کو کاٹنا جیسے: عَرْقَبَ مسعودٌ الدابۃَ مسعود نے جانور کی کونچ (ایڑی کے اوپر کا پٹھا کاٹ ڈالا) ماخذ "عُرقوب" بمعنی "کونچ" ہے، (۳) مبالغہ: فاعل میں ماخذ کا زیادہ ہونا جیسے: طَحْلَبَ الماءُ پانی میں کائی زیادہ ہوئی، ماخذ "طُحلب" بمعنی کائی ہے (۴) تخلیط: اَرْنَبَ خرگوش کے بال ملا کر بنا (۵) صیرورت: غَسْلَجَ الشجرُ درخت میں نرم ٹہنیاں نکلیں۔ [3] مضاعف سے مراد یہ ہے کہ فا اور لام اول، عین اور لام ثانیہ ایک جنس کے ہوں خواہ دونوں مکرر حرف صحیح ہوں جیسے: زَلْزَلَ، ہلایا، ڈرایا، خَضْخَضَ یا ایک حرف علت ہو مثلاً: وَسْوَسَ اس نے وسوسہ ڈالا یَهْیَهَ الابلَ اس نے اونٹ کو آہ کر کے بلایا، وَضْوَضَ اونٹ کو آواز دی۔ [4] بَابَا، تَأتَأ، نَأنَأ، کَأکَأ، وہ کمزور ہوا، بزدل ہوا۔ [5] مہموز الفاء اَزْلَقَ (مجنوں ہوا) مہموز العین زَأبَرَ نے کپڑوں پر رواں نکالا، مہموز اللام طَمْأنَ ظهره اس نے پیٹھ جھکائی، مہموز اللام الثانیہ، کَرْثَأَ اللهُ السحابَ اللہ نے بادل کو منتشر کر دیا۔

تیسواں سبق

خاصیت باب تَفَعْلُلْ

اس باب کی چار خاصیتیں ہیں: (۱) مُطاوَعت (۲) اقتضاب (۳) موافقت (۴) تحول۔

(۱) مطاوعت: یہ باب فَعْلَلَ کی مطاوعت کرتا ہے خواہ حقیقتاً ہو، جیسے: سَرْبَلْتُ سَمِيْراً فَتَسَرْبَلَ (میں نے سمیر کو کرتا پہنایا تو اس نے پہن لیا) [۱] یا تقدیراً [۲] ہو، جیسے: تَبَخْتَرَ (ناز سے چلا)۔

(۲) اقتضاب، جیسے: تَهَبْرَسَ الرجلُ (مردناز سے چلا)۔

(۳) فعلل کی موافقت، جیسے: تَغَذْمَرَ بمعنی غَذْمَرَ (اس نے آواز بلند کی) [۳]

(۴) تحول [۴]: فاعل کا ماخذ کی طرف پھر جانا، جیسے: تَزَنْدَقَ وہ زندیق یعنی بددین ہوا، ماخذ "زندقہ" بمعنی بددینی ہے۔

خاصیتِ بابِ اِفْعِنْلَال

اس باب کی دو خاصیتیں ہیں: (۱) لزوم یہ باب ہمیشہ لازم ہوتا ہے، جیسے: اِحْرَنْجَمَ (وہ جمع ہوا) اِغْرَنْكَسَ (بال سیاہ ہوا) اِسْلَنْطَا (گدی کے بل سویا)۔

(۲) مطاوعت: یہ باب فَعْلَلَ کی مطاوعت کرتا ہے؛ لیکن کم؛ البتہ اس

---

[۱] دَحْرَجْتُه فَتَدَحْرَجَ میں نے اس کو لڑھکایا تو وہ لڑھک گیا۔ [۲] واقعی طور پر یہ مطاوع نہیں ہے بلکہ مان لیا گیا ہے؛ کیوں کہ بَخْتَرَ خود رباعی مجرد میں مستعمل نہیں کذا فی ارتشاف بحوالہ نوادر، ص: ۱۱۳۔ [۳] اس میں خاصہ مبالغہ بھی ہے۔ [۴] اس باب کی خاصیت مبالغہ بھی ہے، جیسے: تَعَثْكَلَ بہت گچھے دار ہوا، تعمل جیسے، تَبَرْقَعَتْ سُعْدیٰ (سعدیٰ نے برقع پہنا)۔

مطاوعت میں مبالغہ ہوتا ہے، جیسے: ثَعْجَرْتُہٗ فَاثْعَنْجَرَ (میں نے اس کا خون بہایا تو بہت زیادہ خون بہا) کبھی یہ مقتضب بھی آتا ہے، مثلاً: اِغْرَنْفَطَ الرجلُ (آدمی مکدر ہو گیا)[1]

تمرین

(۱) فَعْلَلَ کی چند خاصیتیں بیان کیجیے! اور مثالیں دیجیے! (۲) تفعلل کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ کم از کم دو کو بیان کیجیے! (۳) زعفرت الخمار کا ترجمہ کیجیے! اور بتایئے اس میں کیا خاصیت ہے؟ (۴) فعلل کی لفظی خاصیتوں پر روشنی ڈالیے (۵) مقتضب کے لغوی و اصطلاحی معنی بتایئے (۶) افعنلال کی خاصیت مطاوعت کو مثال سے واضح کیجیے! (۷) فعلل کی خاصیت قصر کی چند مثالیں مطلوب ہیں! (۸) تَغَذمر کس چیز کی مثال ہے اور اس کا ترجمہ کیا ہے؟

اکتیسواں سبق

خاصیت بابِ اِفْعِلّال

اس باب کی تین خاصیتیں ہیں: (۱۰) لزوم (۲) فَعْلَلَ کی مطاوعت (۳) مقتضب۔

(۱) لزوم: لازم ہونا، یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے، جیسے: اِزْمَهَرَّ (جسم سرخ ہوا)، اِقْمَطَرَّ (بہت زیادہ ناراض ہوا)۔

(۲) فَعْلَلَ کا مطاوع بن کر آتا ہے، جیسے: طَمْأَنْتُهٗ فَاطْمَأَنَّ (میں نے اس کو اطمینان دلایا تو وہ مطمئن ہو گیا)۔

(۳) مقتضب اور مُرْتَجِل. جیسے: اِکْفَهَرَّ النجمُ (سخت تاریک شب میں

---

[1] فائدہ: افعنلال اور افعلّال میں مبالغہ بھی ہوتا ہے، جیسے: اِسْحَنْفَرَ نہایت جلدی کی۔

ستارہ روشن ہوا) اِشْرَ ا بَّ (نہایت چوکنا ہوا)۔

فائدہ: کبھی یہ فَعْلَلَ کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے: اِجْرَمَزَّ بمعنی جَرْمَزَ (وہ سمٹ گیا)۔

اب تک کی بیان کردہ خاصیتیں غیر ملحق ابواب کی تھیں غیر ملحق ابواب کی طرح ابواب ملحقات میں بھی خاصیتیں پائی جاتی ہیں؛ البتہ الگ سے باضابطہ کوئی خاصیت نہیں ہوتی؛ بلکہ ان غیر ملحق ابواب کی خاصیتیں ہی ان کے ملحقات میں پائی جاتی ہیں؛ لہذا جن ملحق ابواب کی خاصیتیں معلوم کرنی ہوں ان کے ملحق بہ ابواب کو دیکھنے سے ان کے ملحقات کی خاصیتوں کا علم ہوجائے گا، مثلاً: شَمْلَلَ (تیز چلا) بَيْقَرَ (بہت سارا مال ہوا) جَهْوَرَ (اس نے آواز بلند کی) حَوْقَلَ (بہت بوڑھا ہونے کی وجہ سے جماع سے عاجز رہا) ان کی خاصیتیں ان کے ملحق بہ ابواب سے معلوم ہوں گی۔

ہاں اتنا ضرور ہے کہ ملحقات میں ان خاصیتوں کے ساتھ ساتھ فی الجملہ مبالغہ بھی ہوتا ہے؛ اگرچہ یہ مبالغہ لازم نہیں ہے؛ کیوں کہ بہت سے ملحقات ایسے ہیں جن میں مبالغہ نہیں ہوتا، جیسے: اَلتَّوْدَلَةُ سے تَوْدَلَ (آہستہ چلا) اَلْهَيْمَنَةُ سے هَيْمَنَ (پست آواز سے گفت گو کی)۔

الحمد لله على توفيقه الغالي والصلاة على نبيه الأمي واله أصحابه أجمعين.

خاصیات کے موضوع پر شرح تسہیل لابن مالک، ارتشاف لابن حیان، المسالك البهيه للشیخ عبد الرحیم صفی پوری، صاحب فصول اکبری کی شرح الاصول الاکبریہ اور صاحب نوادر الوصول علامہ سعد اللہ مراد آبادی کی مفید الطلاب فی خاصیات الابواب نہایت اہم ہیں۔

والحمد لله والصلاة على رسوله وأصحابه

راہ نمائے تمرینات

کتاب میں جو قدرے مشکل تمرینات ہیں کسی مصلحت کی وجہ سے ذیل میں ان کا حل دیا جارہا ہے۔

سبق نمبر (۸)

(۱) اصل لغوی معنی سے وہ زائد خاص معنی جو اس کے کسی خاص باب سے ہونے کی وجہ سے اس لفظ میں پیدا ہوئے ہوں (۲) نصر، ضرب سمع ہیں؛ کیوں کہ یہ کثیر الاستعمال ہیں (۳) نصر کی مشہور خاصیت مغالبہ ہے (۴) نصر سے مغالبہ کی شرطیں یہ ہیں کہ وہ مثال واوی ویائی، اجوف یائی وناقص یائی نہ ہو (۵) اتخاذ، تصییر، بلوغ ہے (۶) مغالبہ: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے والے دو فریقوں میں سے کسی ایک کے غلبہ کو ظاہر کرنے کے لیے باب مفاعلت کے کسی صیغے کے بعد نصر یا ضرب کے کسی فعل کو ذکر کرنا، تصییر فاعل کا مفعول کو معنی مصدری وماخذ سے متصف کرنا (۷) يُضَارِبُ سَعِيدٌ كريماً فَيَضْرُبُ سعيداً سعید کریم سے مار پیٹ کرتا ہے تو کریم سعید پر غالب آجاتا ہے، نَصَفَ مَاجِدٌ میں بلوغ ہے (ماجد آدھے کو پہنچا)۔

سبق (۹)

(۱) ضرب سے مغالبہ آنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ لفظ مثال واوی ویائی اور اجوف و ناقص یائی ہو (۲) واقع سے مغالبہ کی صورت میں مضارع باب ضرب سے آئے گا، کیوں کہ یہ مثال ہے اور مثال سے مغالبہ باب ضرب سے آتا ہے، يُوَاقِعُنِي فَأَقِعُهُ کہیں گے (۳) ضرب کی دو خاصیتیں یہ ہیں: سلب، قصر، (۴) اجوف واوی نصر سے اور یائی باب ضرب سے آتے ہیں، جیسے: يُقَاوِلُنِي فأقول له اور بَايَعَنِي فَأَبِيْعُه (۵) قصر: مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کرلینا، جیسے: سَقًا (۶) فاعل کا ماخذ زمانی یا مکانی یا عددی میں پہنچنا، جیسے: يَمَنَ الرَّجُلُ (مرد داہنی طرف آیا)۔

سبق (۱۰)

(۱) سمع سے آٹھ قسموں کے افعال آتے ہیں (۲) اس باب کی پانچ خاصیتیں یہ ہیں: علل، حزن، لون، عیوب مطاوعتِ فعّل وفعَل (۳) خوشی وغمی کے افعال زیادہ تر باب سمع سے آتے ہیں، جیسے: فَرِحَ خوش ہوا، بَلِجَ کشادہ ابرو ہوا، حَزِنَ غمگین ہوا، اور شَكِعَ، آہ وزاری کی (۴) حلی سے مراد اعضا کی وہ ظاہری علامت ہے جس کو آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہو، جیسے: ضَلِعَ، پیدائشی ٹیڑھا ہوا، صَيِدَ ٹیڑھی گردن والا ہوا۔ (۵) طَرِبَ خَمِطَ، قَتِمَ وغیرہ سمع کے باب سے ہیں؛ کیوں کہ یہ اوصاف کو بتانے والے افعال ہیں اور اوصاف کو بتانے والے افعال زیادہ تر سمع سے آتے ہیں۔

سبق (۱۱)

(۱) اس باب سے ایسے افعال آتے ہیں، جن کا عین کلمہ یا لام کلمہ یا دونوں حروف حلقی میں سے کوئی حرف ہو (۲) حلقی العین، جیسے: ذَهَبَ، حلقی اللام، جیسے: وَقَعَ (وہ گرا) (۴) تداخل: ایک دوسرے میں داخل ہونا، ایک ہی لفظ کا ماضی کسی باب سے اور مضارع کسی دوسرے باب سے مستعمل ہونا، جیسے رَکَنَ یَرْکَنُ.

سبق (۱۲)

(۱) کرم ہمیشہ لازم ہوتا ہے، یہ ان اوصاف کے لیے آتا ہے جو خلقی وفطری اور پیدائشی ہوں (۲) کرم سے تین قسم کے افعال آتے ہیں: اوصافِ خلقیہ حقیقیہ، اَوصافِ خلقیہ حکمیہ، خلقی حقیقی سے مشابہ اوصاف (۳) خلقی حقیقی وہ اوصاف جو پیدائشی ہوں ولادت کے وقت سے پائے جاتے ہوں بعد میں حاصل نہ ہوئے ہوں، حکمی جو پیدائشی تو نہ ہوں؛ لیکن کسب وتمرین کے بعد لازم ہو گئے ہوں (٦) حَلُم وقَبُح میں اوصاف حقیقیہ ہیں (۷) وَہِلَ وَہْلاً غیر مقصود کی طرف خیال جانا وَثِقَ یَثِقُ مَوْثِقاً بھروسہ کرنا۔

سبق (۱۴)

(۱) باب افعال کی پندرہ خاصیتیں ہیں (۲) تعدیہ ثلاثی مجرد میں کسی حرف کا اضافہ کرکے فاعل پر پورا ہو جانے والے لازم کو مفعول کا یا متعدی کو مزید مفعول کا محتاج بنا دینا، تصییر فاعل کا مفعول کو ماخذ سے متصف کر دینا ان دونوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ ہے، (۳) قعد سے اَقْعد بٹھایا (۴) تعریض ایسی جگہ لے جانا جہاں اس پر ماخذ واقع ہو، جیسے: أَبَعْتُ الفرس میں گھوڑے کو بیع کی جگہ لے گیا (۵) فَهِمَ تعدیہ بیک متعدی بدو مفعول (٦) أَوْهَنْتُ الـدلو میں تصییر ہے، نَسَلَ وأَنْسَلَ متعدی سے لازم یعنی عکس تعدیہ ہے۔

سبق (١٦)

(۱) أَوْلَدَتْ میں حینونت ہے (۲) أَثْمَرالنخل میں مبالغہ فی الکم ہے (۳) اقطع کاٹنے کا وقت ہو گیا، أَشْهَرَ ماہ پورا ہو گیا میں حینونت ہے (۵) چار بابوں کے موافق ہوتا ہے، أَخْبَيْتُه تَخْبِيْتَهٗ خیمہ بنایا (۷) أَخْرَجْتُ زَيْداً میں تصییر ہے (۸) میں اس کو جائے قتل لے گیا، میں نے اس کو پیش کیا کہ وہ مقتول ہو (۹) اعطائے ماخذ کی تین قسمیں ہیں: (۱) مفعول کو ماخذ دینا، مثلاً: أَلْحَمْتُ زَيْداً (۲) ماخذ کا محل دینا، جیسے: أَشْوَيْتُـه لحماً (۳) ماخذ کی اجازت دینا، جیسے: أَقْطَعْتُه قُضباناً (١٠) أَخفَرْتُ زَيداً نَهراً میں تصییر ہے، أَطْفَلَتْ سلمىٰ میں صیرورت ہے، اسی طرح دیگر الفاظ أَثْمَرَ وغیرہ میں بھی صیرورت ہے۔

سبق (۱۷)

(۱) اصل فعل میں زیادتی، جیسے: صَرَّحَ خوب خوب وضاحت کی، صراحت جو فعل ہے فاعل نے اس کو خوب خوب کیا (۲) فاعل میں مبالغہ، جیسے: مَوَّتَتِ الابلُ، بہت سے اونٹ مرے، نفس فعل مرنا ایک ہے؛ لیکن بہت سے اونٹ مرے یعنی فاعل میں زیادتی ہے۔ مبالغہ درمفعول، جیسے: قَطَّعْتُ الثیاب میں نے بہت سے کپڑے کاٹے مفعول میں کثرت ہے (۲) سلب کی دو قسمیں ہیں: ماخذ مفعول کا جز ہو، جیسے: قَشَّرتُ الثمرَ، میں چھلکا جز ہے، یا جز نہ ہو، جیسے: قَذَّیْتُ عَینَہٗ (۴) خَیَّمَ وہ خیمہ میں پہنچا اس میں بلوغ ہے (۵) باب تفعیل کی خاصیت تصییر بھی ہے یعنی فاعل کو ماخذ سے متصف یعنی ماخذ والا کر دینا، جیسے: نَزَّلَ الکتاب (اس نے کتاب اتاری گویا کتاب نزول سے متصف ہو گئی (۶) مبالغہ درمفعول، جیسے: غَلَّقْتُ الابواب (میں نے بہت سے دروازے بند کیے)۔

سبق (۱۸)

(۱) هَوَّدَ اس نے یہودی بنادیا یعنی یہودیت کی تعلیم دے کر دین اسلام سے یہودیت کی طرف پھیر دیا (۲) کَبَّرَ میں قصر ہے (۴) فَسَّقْتُہٗ میں نے اس کی طرف فسق منسوب کیا یعنی فاسق کہا، اس میں خاصیت نسبت ہے، جَلَّلْتُهَا میں نے اس کو جھول پہنائی، اس میں خاصیت الباس ہے، لاتُکَفِّرُوْ اَهلَ القبلة اہل قبلہ کو کافر مت کہو (۵) صَبَّحَ میں قصر و دعا ہے، اسی طرح نمبر ۶ میں بھی قصر ہے (۷) باب تفعیل فَعَّلَ ثلاثی مجرد فَعَلَ باب افعال اور تفعل کے کسی معنی میں موافق ہوتا ہے۔
(۸) ابتدا کی دو قسمیں ہیں: مجرد سے آتا ہی نہ ہو، جیسے: لَقَّبْتُ، مجرد میں دوسرے معنی میں ہو، جیسے: جَرَّبْتُ (۹) شَرَّقْتُ میں مشرق کی طرف متوجہ ہوا، تَرَّسَ اس نے ڈھال سے حفاظت کی تَتَرَّسَ کے معنی میں ہے اس میں خاصیت تعمل ہے۔

سبق (۲۰)

(۱) تَأَثَّمَ وہ گناہ سے بچا اس میں تجنب ہے اسی طرح تهجد میں بھی تجنب ہے (۴) باب تفعل چار بابوں کی موافقت کرتا ہے، ثلاثی مجرد، افعال، تفعیل، تفعلن کی (۵) تَهَوَّدَ وہ یہودی ہو گیا، تحول: فاعل کا عین ماخذ یا مثل ماخذ ہو جانا، جیسے: تَهَوَّدَ، وہ یہودی ہو گیا (۷) تَوَلّٰی، وَلّٰی میں موافقت ہے، اس نے روگردانی کی۔

سبق (۲۱)

(۱) مشارکت: فاعل و مفعول کا مل کر اس طرح کوئی کام انجام دینا کہ ہر ایک حقیقت میں فاعل بھی ہو اور مفعول بھی، اگرچہ بظاہر ایک فاعل دوسرا مفعول ہوتا ہے (۳) فاعل کا مفعول کو لگاتار

کرنا(۴) شَکُل وشَاکَلَ میں خاصیتِ موافقت ہے اسی طرح اَصْفیٰ وصافَیٰ میں بھی (۵) یُواصِلُ المطالعَۃَ وہ مسلسل مطالعہ کرتا ہے، اس میں خاصیت موالات ہے۔

سبق (۲۲)

(۱) تشارك اور مشارکت قریب قریب ہیں، چند معمولی فرق یہ ہے کہ تشارك میں فعل کا کبھی تیسری چیز سے تعلق ہوتا ہے (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ تفاعل میں حقیقتاً بھی اور معنی بھی دونوں فاعل ہی ہوتے ہیں، تشارك میں فریق کبھی دو سے زائد ہو سکتے ہیں، جیسے: تقاتل عشرة رجالٍ دس آدمیوں نے آپس میں قتال کیا تو یہاں دس فریق ہیں دسیوں نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا، برخلاف مفاعلت کے یعنی مشارکت کہ اس میں ایسا نہیں ہوتا (۳) تکلف میں ماخذ، فاعل کو مرغوب ہوتا ہے اس لیے تکلف اچھی چیزوں میں ہوتا ہے برخلاف تخییل کے وہ ناپسندیدہ چیزوں میں ہوتی ہے۔ اس لیے وہ صفت مذموم میں ہوتی ہے (۵) توارَدتِ الابل، اونٹ آہستہ آہستہ آئے، تَزَایَدَ النیلُ دریائے نیل آہستہ آہستہ بڑھا (٦) تبارك میں خاصیت ابتدا ہے۔

سبق (۲۴)

(۱) تصرف کو اجتہاد وتسبب بھی کہتے ہیں؛ کیوں کہ اس میں محنت اور کوشش کا مفہوم ہوتا ہے (۲) اتخاذ کی چار قسمیں ہیں: فاعل کا ماخذ بنانا، جیسے: اجتحر سعید (۳) فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، جیسے: اِحْتَرَزَ نجیبٌ (نجیب نے پناہ لی) (۴) مفعول کو ماخذ بنالینا، اغتذی سعید الشاة (۴) مفعول کو ماخذ میں لینا، جیسے: اِعْتَضَدَ نـديم الكتاب (۵) فاعل کا اپنے لیے ماخذ اختیار کرنا، جیسے: اكتالَ لَبَناً (اس نے اس نے اپنے لیے دودھ ناپا)۔

سبق (۲٦)

(۱) اِستَوطَن المدینَۃَ: اس نے مدینہ کو وطن بنایا، اس میں اتخاذ ہے (۳) حسبان اور وجدان میں فرق یہ ہے کہ وجدان میں مکمل یقین ہوتا ہے اور حسبان میں گمان ہوتا ہے (۴) اِستَبخَلتُہ میں نے اس کو بخیل پایا، اس میں حسبان ہے، اِستَعظَمتُہ میں نے اس کو عظمت والا سمجھا، اس میں وجدان ہے یقین وگمان کے اعتبار سے یہ دونوں خاصیتیں برعکس بھی ہو سکتی ہیں (۷) ماخذ کا فاعل میں قوی ہونا، جیسے: اُستُهتِرَ ھتر بمعنی بڑھاپا، بڑھاپا زیادہ ہو گیا۔

سبق (۲۷)

(۱) اَفعال علاجیہ سے مراد وہ افعال ہیں جن کے واقع ہونے میں کسی عضو کو حرکت ہو اور

حواسِ ظاہرہ سے اس کا ادراک کیا جاسکتا ہو (۳) فانعرف، انفعال سے اس لیے نہیں آسکتا کہ معرفت قلب کا فعل ہے نہ اس میں اعضا کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور نہ حواسِ ظاہرہ سے ادراک کیا جاسکتا ہے (۴) بابِ انفعال سے ایسے افعال آتے ہیں جن میں جوارح و اعضائے ظاہری کا اثر پایا جائے (۵) رَقَیَ سے اِرْتَقیٰ، لَجَا سے اِلْتَجَا، وَفِقَ سے اِتَّفَقَ، یَبِسَ سے اِتَّبَسَ۔

سبق (۲۸)

(۲) املولح میں لزوم اور اعشوشب میں لزوم مع مبالغہ ہے (۵) اِبْیَضَّ و ابْیَاضَّ (وہ سفید ہوا) (۳) افعال کی موافقت، جیسے: اِحْلَوْلیٰ بمعنی اَحْلیٰ شیریں ہوا (۴) اعشوشَبَتِ الأرض (زمین سبزہ زار ہوگئی) (۶) عیب سے عیبِ ظاہری مراد ہے۔ اکمَاتَ وہ کمیت رنگ والا ہوا، اس میں لون ہے اخلولق پرانا ہوا اس میں لزوم ہے۔

سبق (۳۰)

(۱) فعلل کی چھ خاصیتیں ہیں: ان میں سے پانچ معنوی ہیں وہ یہ ہیں: قصر، جیسے: بَسْمَلَ (اس نے بسم اللہ پڑھا) الباسِ ماخذ، جیسے: بَرْقَعَ (اس نے برقع پہنایا) مطاوعت، اتخاذ، اور خواصِ لفظی ہے (۲) تفعلل کی چار قسمیں ہیں (۳) زَعْفَرْتُ الخمار: میں نے دوپٹہ رنگا، اس میں خاصیت تعمل ہے (۴) لفظی خاصیت یہ ہے کہ فَعْلَلَ سے زیادہ ترصحیح و مضاعف یا معتل و مضاعف آتے ہیں۔ بغیر مضاعف کے صحیح بھی آتا ہے، جیسے: خَضْخَضَ، ذَبْذَبَ، وغیرہ، مہموز و صحیح کم ہوتا ہے۔ یعنی ایک حرف ہمزہ ہو باقی حروف صحیح ہوں اس طرح کا مہموز و صحیح رباعی مجرد سے کم آتا ہے (۵) مقتضب بصیغہ اسم مفعول کٹا ہوا، بنائے مقتضب وہ وزن ہے جو ثلاثی سے نہ بنا ہو یعنی اس کی اصل یا شِبہ اصل ثلاثی مجرد میں نہ پائی جاتی ہو بلکہ ابتداءً اس وزن پر اس کی وضع ہوئی ہو، کوئی حرف نہ برائے الحاق ہو اور نہ ہی کسی زائد معنی کے لیے ہو (۶) تَعَجَّرْتُ ماجِداً فَا تْعَنْجَرَ (میں نے ماجد کا خون بہایا تو بہت زیادہ خون بہا) (۷) هَیْلَلَ اس نے لا الہ الا اللہ پڑھا، حَیْعَلَ، حَوْقَلَ (۸) تَغَشْمَرَ اس نے آواز بلند کی غَشْمَرَ یعنی فعلل کے ہم معنی ہے اس میں خاصیت مبالغہ بھی ہے۔

والحمد لله على ذلك

قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی